U53276 2-12-09

Title - Deewan Zahir

Creator - Munshi Ram Parshad Zahir Dehelvi.

Publisher - Afzal Al Mataba (Delhi).

Date - Not Available

Pages - 120+4

Subject - Urdu Shayari - Dawaween.

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام میمنت فرجام مجموعہ نازک خیالی

مسمّٰی بہ

دیوان ظاہر

چکیدہ کلک جواہر سلک ناظم جادو مقال شاعر عدیم المثال
جناب منشی رام پرشاد صاحب ظاہر دہلوی مجسٹریٹ گرد ریاست گوالیار

در افضل المطابع دہلی باہتمام حافظ عبد الستار بیگ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم سے تو شکر بھی ہے ہونا محال تیرا ٭ وہ لطف وہ کرم ہے اے ذوالجلال تیرا

پروردگار عالم کی حمد و ثنا ذرہ بیمقدار ۔ اشرف الانبیا کی نعت یہ خاکسار کس زبان و قلم سے ادا کر سکے ۔ نہایت عجز و انکسار کے ساتھ جناب الٰہی میں سر بسجدہ ہو کر التجا ہے کہ یا رب تو ہی گناہوں کا بخشنے والا ہے ۔ اور تیرا ہی فضل و کرم درکار ہے ہیچمدان احقر العباد **رام پرشاد** متوطن شاہجہان آباد حال مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گڑگاوں دست بستہ معروض پرداز ہے کہ اس عاصی کا کلام ایسا نہیں ہے کہ لائق طبع ہو یا پسند خاطر شعرائے نامی گرامی آئے مگر حسب فرمائش و خواہش احباب طبع کرایا گیا ہے ممکن ہے کہ بوجہ بشریت ضرور غلطی واقع ہوئی ہوگی ۔ لہذا امید چشم داشت رکھتا ہوں ۔

اے کریم کارساز کبریا ٭ اے رحیم مالک ارض و سما
اے الٰہی ذوالجلال باصفا ٭ اے حکیم صادق رب العلا
بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذات پاک کا

اے الٰہی مالک کون و مکاں ٭ اے کریم مالک ہر دو جہاں
اے حکیم صادق لامکاں ٭ اے خداوند جہاں جان جہاں
بخشدے میرے گنہ اے کبریا

ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

خالقِ ارض و سما اے ذوالجلال — حاکمِ برحق یگانہ بے مثال
مالکِ کون و مکاں اے ذوالجلال — اے شہنشاہِ جہاں اے ذی کمال

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

اے الٰہی مصدرِ فیض و کرم — اے الٰہی مظہرِ لطف اتم
اے الٰہی شافئے والا شیم — اے الٰہی اہلِ دل عالی حشم

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

اے الٰہی منبعِ جود و سخا — اے الٰہی فیض بخش و باصفا
اے الٰہی رحم کن بر حالِ ما — ہے یہ عاصی پرگناہ و پرخطا

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

اے کریم صادقِ پروردگار — اے حکیم حاذقِ پروردگار
اے الٰہی مطلق پروردگار — اے خدائے برحق پروردگار

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

اے کریمِ گنہگاراں بے نیاز — اے رحیمِ شرمساراں بے نیاز
اے شفیقِ دلفگاراں بے نیاز — اے انیسِ خاکساراں بے نیاز

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذات پاک کا

تیری رحمت کا بھروسہ ہے کریم — تیری عظمت کا بھروسہ ہے کریم
تیری شفقت کا بھروسہ ہے کریم — تیری عادت کا بھروسہ ہے کریم

بخش دے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

اے خدا اے نامرادوں کی مراد
تیری ہی رحمت پہ میں اتنا ہوں شاد
اے جلیل القدر اے رب العباد
تو ہی دیتا ہے دل عاجز کی داد

بخش دے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

یہ ہی خواہش ہے یہی ہے مدعا
اپنی رحمت کی طرف تو دیکھنا
دست بستہ ہے یہ تجھ سے التجا
منصفی کو چھوڑ کر رب العلا

بخش دے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

اے کریم تو ہی تو ستار ہے
اے رحیم تو ہی تو غفار ہے
اے الٰہی سب کا تو سردار ہے
ظاہر ناچیز بدکردار ہے

بخش دے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلوہ گر بام پہ جب وہ مہِ تاباں ہوگا
چاند کا مثلِ کتاں چاک گریباں ہوگا

جب بعد اپنے کوئی ظلم کا خواہاں ہوگا
آپ کو مجھسے زیادہ ہراراں ہوگا

سبزہ رنگوں کے اگر وصل کا خواہاں ہوگا
زہر وہ حق میں ترے اے دلِ ناداں ہوگا

خوب سمجھا سبب آرایشِ زلف و خط کا
جمع پھر میری پریشانی کا ساماں ہوگا

سرو اک پا کھڑا ہوگا برائے تعظیم
باغ میں جب وہ گل اندام خراماں ہوگا

گر بہ شہرِ عشق نے خلعت دیا عریانی کا
میری جاگیر میں مجنوں کا بیاباں ہوگا

جب اثر تجھپہ کیا میری پریشانی نے
اپنی زلفوں کیطرح تو بھی پریشاں ہوگا

جتنا جی چاہے ستا دیکھنا محشر میں کبھی
ہاتھ ہوگا مرا اور تیرا گریباں ہوگا

رات دن پھرتا ہوں ہوں دشت نوردی کرتا
کوئی مجھسا نہ زمانے میں پریشاں ہوگا

چارہ گر مفت نہ کر اپنی تو اوقات خراب
درد کا اپنے نہ جز مرگ کے درماں ہوگا

سارے افلاک نظر آئینگے مانند حباب
موج زن اپنے اگر اشک کا طوفاں ہوگا

وصل میں حضرتِ دل خون بکا ہو حسرت
پھر نہ کہنا کہ جو باقی کوئی ارماں ہوگا

ماہ تو مجکو دکھاتا ہے جو گردوں ہر ماہ
تیرے پیراہن کہنہ کا گریباں ہوگا

جسکو دی اپنی نشانی کی انگوٹھی تونے
اے پری وقت کا اپنے وہ سلیماں ہوگا

جب خزاں ہوگی بہار رخ زیبائے گل
نکہت گل کی طرح تو بھی پریشاں ہوگا

تیغ دو مجکو کہ میں اپنا گلا کاٹلوں آپ
مُفت میں آپکا سر پر میرے احساں ہوگا

مان کہنا نہ اُٹھا بار محبت اے دل
جتنا اب شاد ہے اُتنا ہی پریشاں ہوگا

چھوڑ جاؤ کبھی خنجر شب فرقت میں یہاں
کام جو تجھکو ہے مشکل مجھے آساں ہوگا

عشق میں ہمنے اُٹھائی ہے وہ محنت ظاہر
تو بھی سُنکر اُسے انگشت بدنداں ہوگا

میرے آگے جو تو اے آئینہ پیکر آیا
روح کی طرح ترے جسم میں پیں ور آیا

میری بیتابی سے کی ظلم میں جلدی تونے
ظلم کا شوق بھی دلمیں ترے مضطر آیا

جسم نازک ہے مگر ذہن نہیں ہے نازک
کب ترے دھیان میں میرا تن لاغر آیا

ہے مرے حال سے غفلت جو ہمیشہ اتنی
تمہرے طالع خفتہ کے ہوا ختر آیا

خلق کرنے لگی موسیٰ و تجلی کا بیاں
غش مجھے دیکھ کے جب وہ رخ انور آیا

کیونکہ عارض کو نہ اک حُب کا عمل سمجھو ہیں
کہ وہ دلدار عیادت کو ہے اکثر آیا

پیشوائی کو چلا سرو چمن سے باہر
باغ میں سیر کو جب رشک صنوبر آیا

یہ تجلی ہے کہ نظریں ہوئیں تیرہ میری
مثل خورشید نظر جب رخ انور آیا

ہمنے کیا جانے کہا کیا اُسے تنہائی میں
کہ حیا سے بھی تبسم نہ لبوں پر آیا

ہیں پڑا تھا ترے کوچہ میں تو بوسہ کیلئے
پاؤں پر ضعف کے حیلے سے مرا سر آیا

ایک ظاہر ہی پہ کیا باد صبا کو دیکھو
اُسکے کوچے سے جو آیا ہے سو مضطر آیا

سُلگتا ہے جگر دل جل گیا کیا ۔ اُٹھاتا ہوں مزے اُلفت میں کیا کیا

بنے دشمن جو تم میری خطا کیا ۔ بگاڑا آپ کا میں نے بھلا کیا

نہ ہو ایذا تو اُلفت کا مزا کیا ۔ کروں میں شکوۂ جور و جفا کیا

نہ ہو پہلو میں جب وہ راحتِ جاں ۔ ہمیں پھر زندگانی کا مزا کیا

زبانی عہد ہے کیا معتبر ہو ۔ جواب نامہ ہے یہ قاصدا کیا۔

لبوں پر دم ہے اب تو اے طبیبو ۔ کرے گی فائدہ مجکو دوا کیا

ہوئے وہ اور برہم خط کو پڑھ کر ۔ خدا جانے کہ میں نے لکھدیا کیا

پھنسا اُس جا کہ چھٹنا ہو گیا شاق ۔ دلِ ناداں یہ تجھ کو ہو گیا کیا ۔

ہمیں دیں گالیاں اور ہنسکے بولے ۔ نہ کہنا پھر مجھے تم نے دیا کیا

زباں پر ہے فغاں اور لب پہ نالے ۔ دلِ شوریدہ یہہ تجکو ہُوا کیا

صنوبر قد ہے سیمیں ساق و رخ مہر ۔ بتوں کو حُسن خالق نے دیا کیا

جہاں کشتے پڑے ہیں گھر ہے اُسکا ۔ بتاؤں اُس کے کوچے کا پتہ کیا

نظر تم کو نہیں اپنی جفا پر ۔ جتاؤں تم کو میں اپنی وفا کیا

وہ مثل مہر ہے عالم پہ روشن ۔ رہیگا تجھسے اُسکا گھر چھپا کیا

دل و جان و جگر سب لے گئے وہ ۔ ہمارے پاس اب باقی رہا کیا

نظر آتا نہیں ایسا ہوں لاغر ۔ وہ خنجر سے مرا کاٹے گلا کیا

جو کہدوں گا تو شرما جاؤ گے تم ۔ بتاؤں وصل کی شب کا مزا کیا

دیئے ہیں داغ محرومی کے درہم ۔ مجھے وہ اور دینگے خوں بہا کیا

بنا تو سوکھہ کر کانٹا سا ظاہر ۔ ہوا ہے گُلرخوں پر مبتلا کیا

کہو واعظ سے خم گر میکدے سے دور ہو جب کا
خدا حافظ ہے پھر اے قبلۂ من آپکے سر کا

مزا چکھا نہیں ہجرِ بتانِ ماہ پیکر کا
ہمارا داغ پہلو ایک خودرو پھول ہے بر کا

غمِ آتش رخاں گلریز آتشبار ہے گویا
گرا مژگاں سے جو آنسو بنا وہ پھول آذر کا

ہیں انکو رقعہ لکھتے وصل کی شادی کا ڈرتا ہوں
کہ ہے قرطاس ایسا سرخ جیسے خون کبوتر کا

زمیں ڈوبی ہے اور ساتوں فلک ورنہ نہیں گھٹتا
نہیں معلوم کیا منشا ہے اپنے دیدۂ تر کا

شراب عیش پی دُردِ خمار اب تو نہیں ملتی
بنا سنگِ نمک سے خم مگر اپنے مقدر کا

ہوا ہوں اسقدر لاغر کہ شاید تم مجھے پاؤ
نہایت غور سے دیکھو جو اک تارِ بستر کا

اُڑانا خاک عالم کی بچا کر اپنے دامن کو
اُڑایا تیز رفتاری میں ہمنے ڈھنگ صرصر کا

تری رفتار سے زندے موئے اور مُردے جی اٹھے
نئی صورت سے خالق نے کیا سامان محشر کا

قدم بوسی کی حسرت میں جھکا ہے سرو قد اپنا
کہ تیرے پاؤں کا چھلا بنا قامت صنوبر کا

کبھی گردش میں یوں رہتے نہ ہم پر کیا کریں ظاہر
احاطہ ہے بہت مضبوط اس چرخ مجدر کا

شب وہمِ گریہ خیالِ روئے شعلہ تاب تھا
جو شرر آمیز آنسو تھا گُلِ مہتاب تھا

مرگِ دشمن پر جو گریاں غیرتِ مہتاب تھا
مرگ کی حسرت میں کیا کیا دل مرا بیتاب تھا

اشک تھا دنبالہ رو جب وہ حسیں گھر کو چلا
مجکو چشموں پر گمانِ معدنِ سیماب تھا

میں تو مر کر بھی نہ نکلا حلقۂ ماتم سے ہائے
گرد میری قبر کے بھی حلقۂ احباب تھا

جسقدر مے پی وہ ڈالی میں نے فرطِ نشہ میں
سر کی گردش سے بنا میں ساغرِ دولاب تھا

ناتوانی میں تنِ خم گشتہ زینت تھا مجھے
میں بھی گویا نقش پائے یار کی محراب تھا

دودِ دل میں یاد آتے ہیں شرارے آہ کے
جب اندھیرے میں چمکتا کرمکِ شبتاب تھا

ق

کیا بجھاتا آتشِ شوقِ شہادت وقتِ قتل
ہاتھ میں سفاک کے خنجر بھی تو بے آب تھا

لغزشِ مستانہ ساقی کی جو یاد آتی تھی ہائے
کیا کہوں کس طرح سے لغزش میں پائے خواب تھا

بزمِ عشرت ہجر میں سامانِ ماتم تھی مجھے
شب جو پہلو میں نہ میرے غیرتِ مہتاب تھا

نالۂ اہلِ عزا تھا قلقلِ مینا مجھے
ساغرِ سرشار تشکلِ دیدۂ پُرآب تھا

گھر لٹا یا عشق میں زر کھو دیا طاہر تجھے
کچھ لازم عالمِ اسباب میں اسباب تھا

ہوں بُرے وقت میں کیونکر نہ مددگار جُدا
اپنا سایہ یہ ہو شبِ تار میں جب یار جُدا

امتحاں میں ہوئے دلدار سے اغیار جُدا
حق و باطل کو کیا کرتی ہے تلوار جُدا

یوں یہ بہکا کے تمہیں رہتے ہیں اغیار جُدا
کہ یہ دو چار سے رہتے ہیں دو چار جدا

اس طرح آپ سے ہوتا ہے یہ غمخوار جُدا
جان ہو جسم سے جس طرح کہ ناچار جدا

یہ قدم حد سے بڑھا ہے پرے رکھتے ہیں
شیخ ہے شربِ رندانِ قدح خوار جُدا

کہہ بھاتی ہے مجھے گاہ جلاتی ہے مجھے
چشمِ خونبار جُدا آہِ شرربار جُدا

وہاں مُردوں کا ٹھکانا ہے یہاں زندوں کا
باغِ جنت ہے جُدا کوچۂ دلدار جُدا

لڑکھڑاتی ہے زباں نشہ میں پاؤں کی طرح
نہیں کچھ آپ کی رفتار سے گفتار جُدا

نہیں معلوم ہیں جلوے کے ترے کیا کیا رنگ
کہ ہے عالم سے ترا طالبِ دیدار جُدا

کسی پہلو نہیں ملتا دُرِ غلطاں آرام -
مرے پہلو سے ہوا ہے جو وہ دلدار جُدا

حُسن لب پر نہ ہے آنکھ تمہاری کیونکر
نہیں ممکن کہ مسیحا سے ہو بیمار جُدا

شیخ کل میں وہی جلوہ ہے نہ بن مشرک تو
کہ نہ ہے سبحہ جدا اور نہ زنار جُدا

تو وہ ہے جنس اگر ہاتھ لگے قیمت سے
کرے اپنے سے نہ تا زیست خریدار جُدا

دل میں دشمن نے رکھے میری طرف سے ظاہر
میں نے جب آبلۂ پا سے کئے خار جدا

ہے جاں کا کوئے بتِ عیار میں کھٹکا — اتنا ہے سدا بلبلِ گلزار میں کھٹکا
پھندے میں نہ پھنس زلفِ سیہ فام کے اے دل — ہوتا ہے مسافر کو شبِ تار میں کھٹکا
ہر چند کہ جنت کی ہیں کیفیتیں اس میں — پر شیخ کا خانۂ خمار میں کھٹکا
موئے مژۂ یار لگا آنکھوں میں پھرنے — جب خارِ الم میرے دلِ زار میں کھٹکا
حداد کے جی چاہتا ہے ہاتھ قلم ہوں — بیڈھب ہے یہ قفل درِ دلدار میں کھٹکا
غماز کے کہنے سے کھٹکجاتے ہو ہم سے — گر ہے تو یہی ہے دلِ غم خوار میں کھٹکا
کھٹکا سفرِ راہِ عدم میں ہے یہ قاتل — مٹتا ہے تری تیغ کے اک وار میں کھٹکا
تھا جی میں کہ جھانکے گی اسے واہ رے قسمت — زنبور کا ہے روزنِ دیوار میں کھٹکا

دنیا کے مزے آتے ہیں اس میں ہمیں ظاہر
گو جان کا ہے عاشقی کے کار میں کھٹکا

کہیں دل تو نے اٹکایا تو ہوتا — محبت کا مزا پایا تو ہوتا
بشوکت جلوہ فرمایا تو ہوتا — کوئی مہرو نہ ہم پایا تو ہوتا
بہت سودائیوں کے دل الجھتے — کبھی زلفوں کو سلجھایا تو ہوتا
نہ ہوتا دعوئے یکتائی اس کو — کبھی آئینہ دکھلایا تو ہوتا
ہمارے بختِ خفتہ ہوتے بیدار — ذرا تو خواب میں آیا تو ہوتا
نکلتے کچھ مرے دل کے بخارات — مثالِ شمع رلوایا تو ہوتا
تسلی کچھ تو ہوتی دل کی قاصد — جوابِ نامہ تو لایا تو ہوتا

تری اس جنبش لب کا ہوں بندہ — کبھی کچھ مجھسے فرمایا تو ہوتا
نہ آیا زیست میں گو وہ نہ آیا — مرے مرقد تلک آیا تو ہوتا
ہیں شادی مرگ ہوتا بعد مردن — مرے لاشہ کو ٹھکرایا تو ہوتا
ہر ایک ذرہ سے ہوتا مہر تاباں — رخ پر نور دکھلایا تو ہوتا
وفائے غیر کی تعریف اتنی — ذرا تو دل میں شرمایا تو ہوتا
نہ کرتا تذکرہ پھر برق کا وہ — مجھے قاتل نے تڑپایا تو ہوتا
مجبوں کو ترے دھمکائے وہ حیف — کبھی دشمن کو دھمکایا تو ہوتا
نہ مرتا کیونکہ ناصح دیکھتے ہم — کبھی زہر الم کھایا تو ہوتا
کوئی گر بولتا تو دیکھ لیتے — مجھے محفل میں بلوایا تو ہوتا
ذکات دولت حسن خداداد — اگر دیتا گراں مایہ تو ہوتا
خفا ہے مونسوں ہیوجہ وہ شوخ — پری پیکر سے بلوایا تو ہوتا
بدرد ہجر ہوں بیتاب بیخواب — مجھے بستر پہ سلوایا تو ہوتا
تو ساقی اور ہیں عشاق بیکش — مے عشرت کو پلوایا تو ہوتا
شب فرقت مے وصلت پلاکر — کرم مجھ پر بھی فرمایا تو ہوتا
کمند جذب الفت سے تو اے دل — کسی کو دام میں لایا تو ہوتا
ہمیشہ چاٹتا تو ہوفٹ واعظ — کبھی خون جگر کھایا تو ہوتا
نہ ہو گو وصل تسکین قلق ہو — مجھے کاش اسکا ہمسایا تو ہوتا
حیا سے سامنے گو وہ نہ آیا — کبھی جھمکا سا دکھلایا تو ہوتا
بظاہر لکھ کے تونے ایک پرچہ — کبھی ظاہر کو بہلایا تو ہوتا

سو جگہ ہم نے دل لگا دیکھا ‏ ‏ کوئی تجھ سا نہ دلربا دیکھا

شیخ ہمنے بتوں میں کیا دیکھا ‏ ‏ جلوۂ ذاتِ کبریا دیکھا

آپ کوثر میں وہ نہ پایا لطف ‏ ‏ مے کی تلخی میں جو مزا دیکھا

نہیں آتی اجل کسی صورت ‏ ‏ زہر فرقت بھی ہمنے کھا دیکھا

اپنے اشکوں میں بہ گئے ہم آپ ‏ ‏ آج یہہ ماجرا نیا دیکھا

چاہ غم میں ڈلا تو ڈوب گیا ‏ ‏ چاہ کا تونے کچھ مزا دیکھا

تیرے سودائے زلف میں ہمنے ‏ ‏ اثرِ سایۂ ہما دیکھا

کوچۂ عشق ماہ رویاں میں ‏ ‏ کوئی دل سا نہ رہ نما دیکھا

شیخ نے خلد میں نہ دیکھا وہ ‏ ‏ ہمیں دُنیا میں جو مزا دیکھا

بڑھ گئیں اور حسرتیں اے دل ‏ ‏ کوئے جاناں میں جاکے کیا دیکھا

جس نے دیکھا تجھے اُسے ہم نے ‏ ‏ اور عالم میں مبتلا دیکھا

خط سے ہوتی نہیں مجھے تسکیں ‏ ‏ اُس کو آنکھوں قاصدا دیکھا

نیم بوسہ پہ اس قدر رنجش ‏ ‏ آپکا ہم نے حوصلہ دیکھا

خال و ابرو کسی کا یاد آیا- ‏ ‏ ماہِ نو پاس جب سُہا دیکھا

سب حسینوں کو ہمنے اے ظاہر
خودستا اور خود نما دیکھا

ناصح کو کیا ہے دل تو مرا تھا گیا گیا ‏ ‏ نقصاں ہوا تو میرا ہوا اُسکا کیا گیا

اُسکے ثنا ہیں کہ دمِ شرح آرزو ‏ ‏ پورے نہ لب ہلے تھے کہ مطلب کو پا گیا

اشکوں میں بہہ گیا دلِ مضطر بھلا ہوا ‏ ‏ تکلیف ہر دن کی گئی چین آگیا

مثلِ کلیم عشق نے نہ دی رخصتِ نگاہ
وہ برق وش تو شب مجھے جلوہ دکھا گیا

تیرے سوا ہیں اور کو چاہونگا خیر ہے
یہ کس طرف خیال ترا دلربا گیا

بکتے تھے لام کاف نہ اسطرح تم کبھی
اچھا سبق یہ آپکو دشمن پڑھا گیا

شب بوسہ اُنکے روئے مُخطط کا لیلیا
میٹھا ملا جو زہر تو خوش ہوکے کھا گیا

ممنوں ہوں غیر کا کہ ملا اُسکی ضد سے یار
بگڑا تو وہ پہ کام ہمارا بنا گیا

اُلفت میں کام شرم کا بنتا نہیں کہ وہاں
روکا کیے رقیب مگر میں چلا گیا

بے دوستوں کے لُطف کسی چیز کا نہیں
وہ کیا موئے کہ زیست کا اپنی مزا گیا

ظاہر سے اُس سے ربطِ محبت چھُٹا مگر
مثلِ حنا وہ رنگ بھی اپنا جما گیا۔

کچھ آج نالۂ دل سے بن ایسا کار آیا
کہ میرے گھر مجھے خود ڈھونڈنے وہ یار آیا

نہ جب تلک نظر اپنے تئیں وہ یار آیا
کسی طرح سے نہ دل کو نہ میرے قرار آیا

بسنتی پہنکے پوشاک گلعذار آیا
خزاں کی شکل میں یہاں موسمِ بہار آیا

مجھے ہے پاس بھی صبر و قرار کا باعث
جواب صاف سے تیرے مجھے قرار آیا

علاج کیا کروں ان بدگمانیوں کا کہ یہاں
میں مر گیا بھی پر اُسکو نہ اعتبار آیا

میں خاک ہوگئی شاید مجھی کو راہ وہاں
کہیں ہیں لوگ کہ دل میں ترے غبار آیا

وہ کس ستم کو یہ سمجھا کہ ہے وہ حد سے زیاد
کہ اب جو سامنے آیا تو شرمسار آیا۔

ہزار طرح کی پھبتیوں میں تھی لذت
قرار تم نے کیا کیونکہ یہاں قرار آیا

ستم کا یہ ہے تحمل کہ تیرے کوچے میں
چھپا کے آبلہ دل میں جنوں اتار آیا

کیا ہے گریہ نے عالم میں سُرخرو مجکو
کہ خونِ دل میری آنکھوں سے بیشمار آیا

کیا مریض بھی تھا درد انتظار نے اور | خبر بھی لینے کو پھر درد انتظار آیا
موئے پہ بھی نہ ہمیں ہائے ضعف نے چھوڑا | نہ اڑ کے آپکے دامن تلک غبار آیا
بٹھایا حسن کی جرأت نے درد گریہ کو | چڑھاؤ آنسو نے نہ پایا تھا جوں اتار آیا
ہمیں تو یوں بھی نہ تھی اسکے ناز سے امید | ہزار شکر کہ وہ روندنے مزار آیا

کچھ ایک ظاہر خستہ ہی پر نہیں موقوف
جو تیرے کوچے سے آیا سو دل فگار آیا

دل ستم زدہ شکوہ رکھے ہے ستانے کا | کہ اسکو فکر ہے زلفوں سے دل چھڑانے کا
کسیکے دل سے گرے اور کسی کی نظروں سے | ملا یہ ثمرہ ہمیں تجھ سے دل لگانے کا
بہار آئی ہے ظالم خدا خدا کر کے | مٹا نشان نہ بلبل کے آشیانے کا
ہیں اپنے آپ کو مقدور تک تو روکوں ہوں | یہ عہد نبھ نہیں سکتا ہی وہاں نہ جانے کا
کھنچا ہی جائے ہی دل ہر نگہ میں اسکی طرف | یہ جذب ہو تو ہو کیا ڈھنگ دل بچانے کا
تغافل اور وہ دل کی کشش خدا کی ہی شان | یہ ڈھب ہی اور نکالا ہے دل چرانے کا

بچے دل اس بت بیداد گر سے کیا ظاہر
کہ سادگی پہ وہ عیار ہے زمانے کا

کرتے مقابلہ جو دل بیقرار کا | سنے برق کا وہ حوصلہ ہے نہ شرار کا
کرتا ہوں عرض حال تو ہوتا ہے بد دماغ | پہلا سا طور ہی نہیں اس بد شعار کا
دیوے نہ ایک گھونٹ بھی ساقی جو مئے تو پھر | ہو کس طرح علاج ہمارے خمار کا
جب سے گلے کا ہار ہوا عشق گلرخاں | آنکھوں نے سہرا باندھا ہے اشکوں کی تار کا
ظاہر جو ایک بار بھی جاوے تو یوں کہے | آنا مجھے پسند نہیں بار بار کا

سُنتا ہے کب وہ حال سنایا تو کیا ہوا
اور داغ اپنے دل کا دکھایا تو کیا ہوا

ہم سخت جاں بھی مرتے ہیں کہیں اگر ہمیں
اُس سبزہ خط نے زہر کھلایا تو کیا ہوا

کہنے سے اپنے غیر کے ہمکو اُٹھا دیا
پھر تم نے اپنے پاس بٹھایا تو کیا ہوا

رہوینگے اُسکے بزم میں ہو ہو کے خاک بھی
اُس شمع رو نے ہمکو جلایا تو کیا ہوا

ساقی کا لطف عام ہے ہر بادہ خوار پر
مجکو نہ ایک جام پلایا تو کیا ہوا

تھوڑا اُڑا چکا ہے ہمیں چرخ فتنہ گر
گر ایک لمحہ آج ہنسایا تو کیا ہوا

دل کی کدورتیں تو نہ کچھ بھی مٹیں اگر
مجکو گلے سے آج لگایا تو کیا ہوا

تو ہی جہاں میں ہو گیا مشہور بیوفا
گر ظلم تیرا ہم نے اُٹھایا تو کیا ہوا

آویگا اپنے حال پہ ظاہر کبھی تو رحم
دشمن نے اُنکو جاکے سکھایا تو کیا ہوا

چاند کی سیر تھی مے تھی بغل میں یار تھا
چرخ نے وہ ہی دیا جو جو مجھے درکار تھا

وصل کا پیغام تو کیسا کہ اُن کو دیکھ کر
حال دل کہنا بھی ہمکو ہو گیا دشوار تھا

جُبہ و دستار تک بھی بیچکر مے پی گیا
نام کو زاہد تھا یارو پر بڑا مکّار تھا

باتوں ہی باتوں میں اُس سے ہو گیا اقرار وصل
آ گیا دم میں مرے گو وہ بڑا عیّار تھا

دیکھکر اُس شمع رو کو بزم میں سے ہمدموں
یار تھا یا غیر تھا جلنے سے سبکو کار تھا

ایک جلوے سے بتوں کے یہ ہوا عالم کہ ہم
دیکھتے ہیں جسکو وہ پہنے ہوئے زنّار تھا

ق

جان کو جلنے کا دل کو نالہ و فریاد کا
کچھ نہ تھا تو آنکھ کو رونے ہی کا آزار تھا

ابتدائے عشق میں اچھا ہوا ہم مر گئے
لیتے کس کسکی خبر اک گھر کا گھر بیمار تھا

غیر کو اچھی طرح دیکھو کہ ظاہر مر گیا
وہ ہی آنکھوں میں تمہاری کل کھٹکتا خار تھا

دل کو تو الفتوں سے سروکار ہو گیا
اور دیکھنے کا آنکھ کو آزار ہو گیا

جس دن سے دور مجھ سے مرا یار ہو گیا
جینا بھی ایک دم مجھے دشوار ہو گیا

الفت سے جبکہ دل کو سروکار ہو گیا
رونے کا رات دن مجھے آزار ہو گیا

بچتا ہی میں رہا یہ کہوں کیا کہ ہمدموں
تیر مژہ کا دل پہ مرے وار ہو گیا

قسمت میں پائمال جو ہونا تھا ہمنفس
میں رفتہ رفتہ مائل رفتار ہو گیا

غصہ میں آکے جامہ سے باہر ہوا وہ شوخ
اور میں یہ خوش ہوا کہ مرا کار ہو گیا

میں نے کہا کہ میں ترے ابرو پہ مر گیا
وہ لیکے سامنے مرے تلوار ہو گیا

زلف اسکی گرچہ ناز سے بکھری تھی پر مجھے
مشکل حصول دولت دیدار ہو گیا

تیری جفا پہ رخ بھی نہ کرتا تری طرف
پر اپنے دل کے ہاتھ سے لاچار ہو گیا

کیا کیا نہ ناز فتنۂ محشر کو تھا مگر
شرمندہ دیکھ کر تری رفتار ہو گیا

خالی گیا نہ وار خدنگ نگاہ کا
کچھ دل فگار کچھ جگر افگار ہو گیا

کیا خاک ہو شفا کی توقع کہ میں نے ہائے
جس سے کہا یہ حال وہ بیمار ہو گیا

نفرت تو دیکھو خواب میں اسکے گیا تو وہ
گھبرا کے خواب ناز سے بیدار ہو گیا

ہمکو امید کیا ہو جب اس التفات پر
اغیار کی بھی شکل سے بیزار ہو گیا

ظاہر کی وضع یہ تو نہ تھی پر کچھ ان دنوں
زاہد کی ضد سے رند قدح خوار ہو گیا

دوست جو تھا وہ ترے ہاتھ سے برباد رہا
اور دشمن تری محفل میں سدا شاد رہا

تیرے کوچے میں ہمیشہ ہی عدو شاد رہا
یہ وہ جنت ہے سدا جس میں کہ شداد رہا

بزم اغیار میں شب پھر ستم ایجاد رہا
تا سحر شغل مرا نالہ و فریاد رہا

جاں کنی سے تھی غرض اُسکو تلاش معشوق
ڈھونڈتا کوہ میں شیریں کو ہی فرہاد رہا

حیف ہے مہر و محبت کو بُھلایا تم نے
اور یہ ظلم و ستم ہی تمہیں اک یاد رہا

دم مسافر ہوا عاشق کا ترے نام کے ساتھ
مرتے مرتے بھی ترا نام اُسے یاد رہا

کچھ تو ثمرہ بھی وفا کا مجھے ملتا ظالم
ہیں سدا یوں ہی اُٹھاتا تری بیداد رہا

ہائے افسوس سدا خنجر برّاں اپنا
پھیرتا حلق پہ میرے ہی وہ جلّاد رہا

عشق کہتے ہیں جسے وہ ہے فقط پابوسی
زیر تیشہ ہی ہمیشہ سر فرہاد رہا

دل دیا روئے گل اندام پہ جس نے ہمدم
نکہت گل کی طرح یوں ہی وہ برباد رہا

تو نے ظالم کبھی ظاہر بکا نہ پوچھا احوال
اور وہ کرتا تجھے کیا کیا نہ سدا یاد رہا

کچھ تو کرتا وہ ستم ہمپہ جفا کار رہا
اور ستم سہنے کا کچھ ہمکو بھی آزار رہا

بزم میں رات سحر تک تری اغیار رہا
اور روتا ترا عاشق پس دیوار رہا

منہ تو بت خانہ سے مطلب ہے نہ کعبہ سے غرض
اپنا مسکن تو سدا کوچۂ دلدار رہا

کبھی کرتا تھا مجھے تیغ نگہ سے زخمی
کبھی ابرو کی دکھاتا مجھے تلوار رہا

بوسہ اُسکے لب شیریں کا میسّر کیا ہو
بات کرنے سے بھی ہر دم جسے انکار رہا

تا کرے تجکو خبر تنگ وہ ہوکر ظالم
چھیڑ کرتا ترے درباں سے ہیں یار رہا

بڑھ گیا ملت و مذہب سے قدم یہ کہ مجھے
کہ نہ کچھ سبحہ و زنار سے اب کار رہا

کبھی غمزہ سے کیا قتل کبھی عشوہ سے
ہمپہ کیا کیا تو ستم کرتا نہ ہے یار رہا

ہائے ظاہر کو نہ ظالم کبھی پوچھا تو نے
کہ یہ محنت زدہ کس غم میں گرفتار رہا

فکر تمکو گر نہیں ہے نامہ کی تحریر کا
کیا گلہ تم سے کروں لکھا مری تقدیر کا

غیر کی جانب ہی مائل دل بت بے پیر کا
طور ہے اُلٹا ہی اپنے نالہ کی تاثیر کا

بیخودی دکھلائیگی اور آگے کیا کیا دیکھئے
کچھ ابھی سے ہمپہ عالم ہے یہاں تصویر کا

عشق کی دولت ترے کوچے میں اُٹھیں ذلتیں
فکر نے عزت کا ہے نہ قصد ہے توقیر کا

خاکساروں کی الٰہی اُس گلی میں خیر ہو
آج بیڑا اٹھا کر بیٹھا ہے وہ شمشیر کا

پھر کہو کوئی محبت اُس سے ہمدم کیا کرے
لیکے دل برباد کردے جو جوان و پیر کا

حال دل کہتا تو ہوں اُسکو ولیکن کیا کروں
ضعف کے مارے نہیں یارا مجھے تقریر کا

ہر گھڑی ہر بار ہر لحظہ نہیں سنتا نہ سُن
گاہ گاہے تو سُنا کر حال اس دلگیر کا

تیغ ابرو سے کیا ہو قتل جبکہ اک جہاں
وصف کیونکر ہو بیاں اُسکی نگہ کے تیر کا

تمکو نفرت ہے تو ہو اپنی تسلی کے لئے
ہے تصور میں کھچا نقشہ تری تصویر کا

بیقراری جب میں دل کی کرتا ہوں ظاہر بیاں
ہنستے ہیں سُن سُن کے وہ مطلب مری تقریر کا

کوئی تجھ سا نہ فتنہ گر ہوگا
اور نہ ظاہر سا یہ جگر ہوگا

جب کہوں وصل فتنہ گر ہوگا
ہنسکے کہتا ہے تیرا سر ہوگا

تجھکو اے چرخ دم میں پھونکونگا
میرے نالوں میں جب اثر ہوگا

دیکھئے کونسی وہ شب ہوگی
جب مرے گھر میں وہ قمر ہوگا

یا خدا اس غریب خانہ میں
بت کافر کا کب گزر ہوگا

میرے بنئے لو سے کھاتے ہیں ناصح
دشت وحشت میں پھر گزر ہوگا

آرہیگا کبھی تو ادر پھر کر
اُسکے کوچے میں جب گزر ہوگا

لائیو بو صبا تو اُس گل کی
اُڑ چلا ہوں میں اپنی آہ کے ساتھ
میری جانب سے ہے غبار بھرا
کار بنتا نظر نہیں آتا
باتوں باتوں میں لیلیا بوسہ
دولت وصل ہاتھ آئے گی
دیکھئے اُس پری کے وصل سے کب

گر چمن میں ترا گذر ہوگا
اے فلک تجھپہ اپنا گھر ہوگا
دل میں کیا خاک اُنکے گھر ہوگا
نالہ جب تک نہ کارگر ہوگا
کوئی تجھسا نہ مفت بر ہوگا
جب وہ پہلو میں سیمبر ہوگا
نخل امید بار ور ہوگا

ظاہر اور بوسہ آپ سے مانگے
کوئی بے شرم مفت بر ہوگا

دل مرا پہلو سے کیا جاتا رہا
یہہ مزا پایا فراقِ یار میں
یار کے ملتے شب مہتاب میں
آہ کی تاثیر سے ہر روز یار
خوب آتے ہیں مزے جب دلربا
آئینہ کو دیکھتے ہی یار کا

زندگانی کا مزا جاتا رہا
غم مجھے اور غم کو میں کھاتا رہا
درد ہجرت کا گلا جاتا رہا
میرے گھر میں بارہا آتا رہا
گالیاں مجکو سناتا رہا
خود نمائی کا مزا جاتا رہا

وہ برہمن جب مسلماں ہو گیا
جبہ سائی کا مزا جاتا رہا

سوال اُس سے کیا کیجئے کیا جواب
عبارت ہی خط کی مرے لاجواب

جو دے سیدھی باتوں کا اُلٹا جواب
وہ بھیجینگے مجکو بھلا کیا جواب

جواب خط ترے آتے ہی ہیں جی گیا
ندے صاف آئینہ سلما جواب

کوئی خط لکھے تو بھلا کیا لکھے
نہیں وہاں سے برسوں ہیں ملتا جواب

بجا ہے یہ لاف نزاکت مگر
تجھے آئینہ دیگا اس کا جواب

کہو تم ہزاروں سنوں ہیں نہ ایک
نہیں اس سے بہتر تمہارا جواب

ترے روئے روشن پہ وہ خال ہیں
نہیں جس کا عقد ثریا جواب

کیے تم نے ظاہر ہزاروں سوال
مگر اُس سے کچھ بھی نہ پایا جواب

مضطر نہ کیوں خزاں ہیں رہی جان عندلیب
کیا بن بنا کے بگڑا ہے سامان عندلیب

تڑپے نہ مرغ جاں قفس جسم ہیں کبھی
ہو فصل گل جو تابع فرمان عندلیب

اک گل نے گوش دل سے نہ اسکو سنا کبھی
کیا ہے اثر ہیں نالہ و فغان عندلیب

جی چاہتا ہے فصل بہاراں ہیں باندھیے
دامان گل سے گوشہ دامان عندلیب

کیونکر جلے نہ مزرعۂ امید باغباں
ہے برق ریز نالہ سوزان عندلیب

دکھلاتی ہے جو موج نسیم بہار تیغ
اڑتے ہیں مثل بوئے گل اوسان عندلیب

ٹوٹا ہزار بار دل اُسکا خزاں ہیں پر
ٹوٹا کبھی گلوں سے نہ پیمان عندلیب

کیونکر پھنسی نہ دام رگ گل ہیں اُسکی جان
اے باغباں یہ دام ہے شایان عندلیب

بے دیکھے یار کے نہیں تھمتا ہے درد دل
گل کے سوا نہیں کوئی درمان عندلیب

ملتی ہے پائے گل پہ وہ آنکھیں تو کیا ہو
اس بات سے بگڑتی نہیں شان عندلیب

کس طرح سے اڑائے نہ ظاہر وہ چہچہے
گل اور چار روز ہیں مہمان عندلیب

یہ حال لاغری سے تن ناتواں ہے اب
وہ مجھسے پوچھتے ہیں مجھے وہ کہاں ہے اب

عاشق کو تاب ضبط تمنا کہاں ہے اب
منہ آپکی کمر کا فقط درمیاں ہے اب

سکاں تہہ فلک کے اڑاے دھوئیں مدام
کیا ہمکو شغل نالہ عرش آشیاں ہے اب

جان جہاں ہو تم اُسے تم پر ہے اختیار
گویا رقیب مالک جان جہاں ہے اب

ہیں اشک سرخ میرے رخ زرد پر رواں
باہم سرے چمن میں بہار و خزاں ہے اب

اتنا گھلا دیا ہے مجھے سوز عشق نے
مانند شمع جسم تمام استخواں ہے اب

کچھ رنج ہے الم کا نہ راحت کی کچھ خوشی
گردش اسی طرح جو تجھے آسماں ہے اب

مرتا ہوں مرگ غیر کی حسرت میں رات سے
مردے کو اُسکے تم نے رکھا مہماں ہے اب

وہ نور ہے کہ رات کو جلتا نہیں چراغ
ہمنے لیا جو اُسکی گلی میں مکاں ہے اب

ڈرتا ہوں دشمنوں کے نہو درد سر ترے
آہوں کا گھٹ رہا مرے گھر میں دھواں ہے اب

سننے سے اُسکے غیر کی شب نیند کٹ گئی
تیغ جفائے یار ہمارا بیاں ہے اب

اقرار کو ثبات نہ انکار کو قرار
اے گل تری زبان کے نیچے زباں ہے اب

کس کس خرابیوں سے نکالا گیا تھا کل
پھر آج یہہ سنا ہے کہ ظاہر وہاں ہے اب

ڈرتے نہیں کبھی اثر بد نظر سے آپ
بن ٹھن کے وقت شام نکلتے ہیں گھر سے آپ

یہ کیا سبب ہے آئے ہیں جب سے کہ گھر سے آپ
ہیں بند بند عاشق شوریدہ سر سے آپ

کیا حال زار اُنکو دکھاؤں کہ ضعف سے
پوشیدہ ہو گیا ہوں ہیں اپنی نظر سے آپ

آنکھوں میں پھر رہے ہو رکھونگا میں آنکھ بند
دشمن کے پاس جاؤگے دیکھو کدھر سے آپ

دریا سا ہو گیا ہے مرے اُنکے درمیاں
ہیں دوستوں بتنگ ہوں میں چشم تر سے آپ

روشن کہیں تو خانۂ تاریک ہو مرا
بہتر مری نظر میں ہیں شمس و قمر سے آپ

لپٹیں وہاں سے آتی ہیں خوشبوئی سالہا
اک بار ہو نکلتے ہیں جس رہگذر سے آپ

گو میرا ہی بیاں ہے پہ آتا ہے مجکو رشک
سرگوشی اسقدر نہ کریں نالہ بر سے آپ

مسدود ہے جو باب اجابت تو غم نہیں
نصرت مری دعا کو ہے روئے اثر سے آپ

دشمن کا گھر تو کیا ہے جلادوں ہیں یہ فلک
واقف ابھی نہیں مرے سوز جگر سے آپ

دیکھی ہے کس کی زلف پریشاں بتائیے
بیٹھے ہیں ظاہر آج پریشاں سحر سے آپ

تم نہ آئے جو یار ساری رات
کچھ عجب مشکل سے گزاری رات

تھی جو شب اُنکی انتظاری رات
کی نہ کیا حسرتوں نے خواری رات

رُخ و گیسو کی یاد ہیں ہمکو
سخت ہوتا ہے روز بھاری رات

اُٹھ گئے بر سے تم تو صورت شمع
ہمنے رو رو کے ہے گذاری رات

وہ قضا جو کبھی نہیں ٹلتی۔
سخت جانی سے میری ہاری رات

ہو نصیب عدو الٰہی وہ۔
ہائے جیسی کٹی ہماری رات۔

برق نے آن کر قدم چومیں۔
تھی یہ کچھ ہمکو بیقراری رات

اپنے جامہ سے ہم ہوئے باہر
تم نے پوشاک جب اُتاری رات

لطف بے شرمیوں کا ہے شب وصل
خوب ہی شغل بادہ خواری رات

بیقراری ہیں کون پوچھے بات
نعش بھی مجھ پہ ہوا نہ تاری رات

تو نہ آیا تو تیغ وقت کسے
لگ گئے دل میں زخم کاری رات

دُھلکئے دل کی کدورتیں نہ گئیں
کی بہت ہمنے اشکباری رات

دل کو زلفیں پسند چشم کو رخ — یہی رہتی تھی بحث ساری رات
آخرش فیصلہ یہی ٹھیرا — ق — دن تمہارا ہے اور ہماری رات
دل کو یوں دیں تسلیاں ظاہر — تھی بہت اسکو بیقراری رات

اب وہ آتا ہے اب وہ آتا ہے
تھی زباں پر یہ بات جاری رات

ہے محبت کا یہ جفا باعث — امتحاں ہے نباہ کا باعث
خفگی سے نہیں کھلا باعث — بیوفا کچھ مجھے بتا باعث
مجھ سے کیوں بند بند رہتا ہے — نہ کھلا اسکا دلربا باعث
تیری مژگاں رخنہ گر ظالم — کیوں ہیں برگشتہ مجھسے کیا باعث
میرے ملنے سے ہے تجھے انکار — کیا سمجھتا ہے بیوفا باعث
شب نہ رہنے کا جو سبب پوچھا — ہنسکے بولے بتاؤں کیا باعث
ہیں جو عاشق بتوں پہ ہوں ناصح — جانتا اسکا ہے خدا باعث
تجھ پہ کچھ دل پیا ہی جاتا ہے — نہیں معلوم دلربا باعث
ہم وفادوست ہیں جفا دشمن — بیوفائی کا ہے وفا باعث
تیرے آگے مری خموشی کا — ہے تری چشم سرمہ سا باعث

تم سا دیندار حضرت ظاہر
ہے در بت پہ جبہ سا باعث

اس صنم کا کیا کہوں کیا تھا مزاج — غیر منہ سے کیا لگا بگڑا مزاج
وصل ہوتا ہے وہ آتا روز ہے — عالم بالا پہ ہے اپنا مزاج

رنگ زرد و آہ سرد و چشم تر
ایک دل پوچھے بھلا کس کا مزاج

خود نہ آئے اور نہ خط بھیجے وہ شوخ
عاشقوں کا خاک ہوا چھا مزاج

تجھ صنم کے آتے ہی جانے مرا
ہو گیا عشاق میں عنقا مزاج

دلربا پوشاک کھو لو سو رہو
عاشقوں میں بڑھ گیا اپنا مزاج

وقت رخصت کے وہ آیا پوچھنے
کیلئے ظاہر تیرا ہے کیسا مزاج

کیا کریں فکر ہم سخن کے بیچ
کہ زباں ہی نہیں دہن کے بیچ

جیسے شعلہ کی ہو دھوئیں میں چمک
دل ہے یوں زلف پر شکن کے بیچ

وائے رے لاغری کہ تن میرا
بن گیا تار پیرہن کے بیچ

تیرے گیسوئے عنبر آگیں سے
دل ہے جوں مشک کا ختن کے بیچ

ناخن تیغ جاں ستاں سے ترے
چاک سو ہیں قبائے تن کے بیچ

اللہ اللہ رے لطافت حسن
سو بناؤ ہیں سادہ پن کے بیچ

تیری رفتار ناز میں ہے کلام
لغزشیں لاکھ ہیں سخن کے بیچ

پھول کو دیکھ پھولتی ہیں خوب
بلبلیں سیکڑوں چمن کے بیچ

ایسے گوہر کہیں نہیں پیدا
دانت ہیں جیسے اس دہن کے بیچ

اب تو اغیار آپ کے ہمراہ
روز رہتے ہیں انجمن کے بیچ

خاک ہے زر ہو کان میں جبتک
قدر تیری نہیں وطن کے بیچ

دیکھ و اُم بلا ہے وہ اے دل
پھنس نہ گیسوئے پر شکن کے بیچ

رنگ دشنام بات میں ہو ضرور
کچھ تو لذت رہی سخن کے بیچ

خار اُلجھا ہو جیسے دامن میں
یوں مرا تن ہے پیرہن کے بیچ
جیسے فانوس میں ہو شعلہ شمع
یوں ہوں میں تفتہ جاں بطن کے بیچ
شب فرقت میں سہل تھا مرنا
دم نہیں لاغری سے تن کے بیچ
زندگی میں بہت رہے ہم تنگ
پاؤں پھیلائینگے کفن کے بیچ
میں جو روتا ہوں سامنے اُس کے
شمع ہنستی ہے انجمن کے بیچ

آنکھ ہے پر نظر نہیں آتا
مثل نرگس ہیں ہم چمن کے بیچ

چھوڑ دو تمنے بنائی ہے جو اغیار کی طرح
اور کرلو وہی تھی پہلی جو دلدار کی طرح
ہوگئے ہیں وہ کسی جائے پہ عاشق بیشک
ان دنوں بنگئے جو مجھسے طلبگار کی طرح
مجھسے میخوار کی کیا چال پسند آئی اُسے
قاضی صاحبنے بنائی ہے جو میخوار کی طرح
مجکو آتے ہیں مرے موت کے ہر روز نئے
تمنے جس دن سے بنائی ہے ستمگار کی طرح
دل تو پہلو میں رہا چشم پہ آئی آفت
باندھی آنکھیں مری جو تمنے گنہگار کی طرح
ہجر کے صدمہ سے مر جاؤنگا اک روز ضرور
نظر آتی ہے جو بگڑی دل بیمار کی طرح

وصل ہو جائیگا بے شبہہ نہ گھبرا ظاہر
ان دنوں سیدھی نظر ہے مری دلدار کی طرح

خط نے جب گھیر لیا یار کا رُخ
خود بخود پھر گیا اغیار کا رُخ
تمنے پہنی ہے بسنتی پوشاک
زرد ہے عاشق بیمار کا رُخ
ہوگیا روز جدائی شب ہجر
کھُلا سونے میں جو اُس یار کا رُخ
قبر میں بھی طرف میخانہ
پھر گیا رند قدح خوار کا رُخ

ہوں وہ آرام بیٹھا ہیں -
دیکھ کر سایۂ دیوار کا رُخ

خواہش بادہ ہے ہمکو دیکھیں
کب مرے ساقئ میخوار کا رخ

سجدے کرتے ہیں اُدھر کو عاشق
ہے جدھر کوچۂ دلدار کا رُخ

جی میں ہے آہ برسائیے آگ
جھلسئے آج شب تار کا رُخ

ہوگیا اپنا تو لو سارا زمانہ دشمن
پھرتے ہی اُس بت عیّار کا رخ

ڈھانک لیتے ہیں وہ مُنہ برقعہ میں
دیکھ کر طالب دیدار کا رُخ

حُسن غصہ نے بڑھایا ظاہر
سُرخ ہے اُس بت میخوار کا رُخ

ہے مرا دم شررفشاں صیاد
نہ جلے تیرا خانماں صیاد

ہر جگہ ہے مری گرفتاری
اپنے حق میں ہے کل جہاں صیاد

کوئی صورت نہیں رہائی کی
جب تلک ہو نہ مہرباں صیاد

عندلیبیں ہزار نالاں ہیں
خوب سُنتا ہے داستاں صیاد

تو مرا آشیاں جلا سکتا
بے اثر ہوگئی فغاں صیاد

باندھے رکھتا ہے پر قفس میں بھی
بے نہایت ہے بدگماں صیاد

کیونکہ ہو گفتگو اسیروں میں
ہے ترا خوف پاسباں صیاد

ہو جو بمشکل رہائی منت سے
روز جو ہیں یا ہم آشیاں صیاد

نالہ و آہ عندلیب سے ڈر
وہ بہت ہے شررفشاں صیاد

دام گیسو میں مبتلا خود ہوں
تو ہے کیوں مجھ سے بدگماں صیاد

گُل داغ جدائی دیتا ہے
تجھ پہ ظاہر ہے مہرباں صیاد

درد سر کا جو کبھی یار نے مانگا تعویذ
لکھ کے خون سر اغیار سے بھیجا تعویذ

مہروش اتنے چمکتے ہیں تری ہیکل میں
ہو گئے رشک دہ عقد ثریا تعویذ

شام کا صبح کو تارا نظر آیا ہمکو
تونے چوٹی میں سنہری جو جوڑا تعویذ

نہ گئی بعد فنا بھی دل مضطر کی تڑپ
لاکھ باری مرے مرقد کا اچھالا تعویذ

جسکی تاثیر سے وہ رشک پری ہو تسخیر
عمر بھر ہمنے نہ اس طرح کا پایا تعویذ

اتنے عرصہ میں بہت غم نے گھلایا مجکو
جتنے عرصے میں مرے ہاتھ کا کھولا تعویذ

مجکو آزار نظر آئے جو بیحد و شمار
بست دربست کا مرے لیئے لکھا تعویذ

آگیا مہر قیامت طرف برج حوت
تمنے بازو میں سنہری نہیں باندھا تعویذ

جسم کو آپکے کشتی کے جو موسا دیکھا
سنگ موسے کا مری قبر پہ رکھا تعویذ

ہمنے آزار محبت کو غنیمت سمجھا
کبھی طفلی میں بھی بازو پہ نہ باندھا تعویذ

دیکھنا طرز ستم مجکو جو زخمی دیکھا
مشک سے لکھ کے گلے میں مرے ڈالا تعویذ

شعر یہ حضرت صابر کا اسے لکھ بھیجا
ہمکو ظاہر جو ستمگار نے بھیجا تعویذ

تیرے بیمار محبت کا خدا حافظ ہے
کہ موثر نہیں ہوتا کوئی گنڈا تعویذ

کیا ہوا اس کی چشم کا بیمار
روز ہوتا ہے اک نیا آزار

پی گیا مے وہ زاہد دیندار
بیچکر اپنا جبہ و دستار

چھوڑ کر خوے بد ستم اثار
مجھ پہ کر رحم بانئے آزار

نہیں ملتا ہے کرکے وہ اقرار
اپنے فن کا ہے وہ بڑا عیار

ہیں گنہگار اور تو ستار
بخشو مجکو اے مرے غفار

کھینچتا کس لئے ہے تو تلوار
غیر کے کہنے سے بلا باعث
کوچہ یار میں نچاتا دل ۔
عشق نے مجکو یہ دیا سامان
جنت و خلد کو میں بھول گیا ۔
وصل کے مزے اُٹھائے تھے
بیگنہ ہوں میں اور ہوں مجرم
گالیوں میں جو پائے ہیں ۔
جبکہ نالوں نے اُسپہ اثر کیا

کام کردے کی ابروے خمدار
آج وہ مجھ سے ہوگیا بیزار
موت کے ورنہ آئیں گے آثار
نزلہ ہے درد سر ہے اور بخار
جب سے دیکھا ہے کوچہ دلدار
تنہا شب کو جو ملگیا سرشار
مجھ پہ کیوں کھینچتا ہے تو تلوار
سننا چاہوں ہوں ہر گھڑی گفتار
اُس نے اپنا دکھا دیا دیدار

دیکھ اب بھی سنبھل نہ مرجانا
تو جو ظاہر ہے عشق کا بیمار

کب تلک مجھسے رہیگا بیخبر
تونے دیکھا بھی نہ اُسکو آنکھ بھر
عشق بازی میں ہیں سو لذتیں
آسماں مجکو ستاتا ہے بہت
تونے پھونکے ایکدم میں سو فلک
اب نہیں مجھ سے ملاتا کوئی آنکھ
درد فرقت سے ابھی مرجاؤنگا
ہے نگاہ قہر بھی ہم سے دریغ

رحم کر او بیمروت رحم کر
مرگیا کشتہ ترا او بیخبر
اک ذرا سا جان کا تو ہی ضرر
کیا سمجھتا ہے فغاں کو بے اثر
الحذر اے آہ سوزاں الحذر
پھر گئی بیدید کی جب سے نظر
یار کی جلدی سے لا قاصد خبر
پڑتی ہے دشمن پہ الفت کی نظر

کی نہ اُف میں نے کبھی اے شعلہ رو
سوز فرقت سے جلے جان و جگر

ہے کبھی رُخ کی کبھی گیسو کی یاد
شغل رہتا ہے یہی شام و سحر

کیا قیامت ہے کہوں جب حال دل
کہتے ہیں آگے مرے بک بک نہ کر

باندھی جائیگی کبھی میری طرح
زلف بیڈھب جو چڑی ہے اُنکے سر

کیا وہ مہ مہماں قریب خانہ ہے
خود بخود روشن ہے شب میرا گھر

کوچۂ جاناں میں پھر آیا ہے تو
چومنے پاؤں ترے اے نامہ بر

واسطہ دیتا ہوں پیغمبر کا میں
جلد لا پیغام یار اے نامہ بر

واہ رے بزم تصور ناز سے
کیا لپٹ جاتا ہوں بےخوف و خطر

اسقدر ہیں پیچ راہِ عشق میں
بھول جاتے ہیں یہاں رستہ خضر

کب تلک بھٹکیگا ظاہر دیر میں
چھوڑ بُت کو اور خدا کی یاد کر

میخانے میں تھا دھیان مری بے وطنی پر
ساقی نے جتایا مجھے توبہ شکنی پر

وہ باندھتے تھے اپنی کمر راہزنی پر
آزردہ ہوئے کلمۂ اللہ غنی پر

یہ ہونگا تو کیا جانیے کیا کیا میں کہونگا
دیکھو نہ کرو طعن مری کم سخنی پر

میں تیر کی مانند پہونچتا وہاں اُڑ کر
افسوس مری لاغری اک [illegible] پر

ہے ہم سے فقیروں کی حیات اور ممات ایک
کرتے ہیں گماں کفن اپنی کفنی پر

وہ کان میں ہے اور یہ ہے تیرے دہن میں
دانتوں کو ترے فوق ہے ہیرے کی کنی پر

رنگ اپنا جمے گا تو اُکھیڑونگا میں اُنکو
گو غیر لگا دینگے مجھے اپنی بنی پر

جس روز سے سوکھے ہیں مری خوں کے آنسو
حرف آگیا تسبیح عقیق یمنی پر

اے آہ اکھیڑا نہ کبھی غیر کو وہاں سے
ہو خاک بھروسہ تری گردوں فگنی پر

روشن کیا محفل کو زبانے کی زباں سے
اے شمع یہ لسّانیاں اس بیدہنی پر

کی بینے کی غصّہ میں اُنکی تو ملے وہ
رحم آیا بہت اُنکو مری کم سخنی پر

پھنس جائے کہیں تجھسا بشر ہیچ ہے یہ ظاہر
انسان کا کچھ بس نہیں چلتا شدنی پر

نہ وہ بُت اور نہ بُت کدہ بہتر
سب سے ہے الفتِ خدا بہتر

آنکھ تجھسے لڑے جاؤ تم
یہ لڑائی ہے دلربا بہتر

زلف سے چھٹ گیا دل آوارہ
ایسی آزادی سے پھنسنا بہتر

نہ دیا بوسۂ دہن تم نے
نہیں تنگئ حوصلہ بہتر

قدر یوں اپنے حُسن کی ہے تجھے
خود نمائی ہے خود نما بہتر

کیوں نہ ہو ناز حُسن پر جلوہ
کوئی ہے تجھسے دلربا بہتر

رنج میں راحتیں ہیں عاشق کو
میرے حق میں ہے یہ جفا بہتر

روز جلوے نئے میں دیکھتا ہوں
رند تم سے ہے زاہدا بہتر

پیش زاہد کروں نہ سجدۂ بُت
کب عبادت میں ہے ریا بہتر

میرے نزدیک بادشاہ سے ہی
کوچۂ یار کی گدا بہتر

اپنے ظاہر سے تم ملے جاؤ
ہے یہی بات دلربا بہتر

موئے ہم اس ستم بے حساب کے اوپر
گمانِ سحر ہے اُنکے شباب کے اوپر

نفریں اب عذابِ صلیب کے اوپر
کہ جان جاتی ہے زاہد شراب کے اوپر

کرم کرو دل بے صبر و تاب کے اوپر
رکھو حساب نہ روزِ حساب کے اوپر

دکھائے لعل نمک سا دلِ برشتہ کو
نمک یہ آپنے چھڑکا کباب کے اوپر

مثال برق تمہیں بھی نہیں قرار کبھی
ہنسو نہ تم دلِ پر اضطراب کے اوپر

شکست جام و سبو کا بہانہ ہی پر شیخ
گرے ہیں میکدہ میں اجتناب کے اوپر

تو شور بخت ہے ایسا نہ ہو نشہ اڑ جائے
نظر نہ ڈالیو زاہد شراب کے اوپر

ہر اونشہ سے کچھ کیفیت نہیں زاہد
مرے ہی جاتے ہیں ہمتو شراب کے اوپر

شمار بوسہ ہی رخ پر نشاں ہونگے ضرور
کہ مہر چاہئے ہر دستاب کے اوپر

سیاہ روئے عبارت کا ہے مآل ہی شیخ
کہ تمکو میل ہے حضرت خضاب کے اوپر

حلاوتیں لب شیریں میں اسقدر ہیں کی
کہ رغبت آتی نہیں شہد ناب کے اوپر

یہ رخ ہیں گرمی ہی اس شعلہ رو کے مثل پتنگ
جلیں ہزار نگاہیں نقاب کے اوپر

تمہارے محو تحیر کی ہے یہ بیداری
مدام ہے غلبہ جسکو خواب کے اوپر

خدا نے خال بنایا رخ کتابی پر
کہ مہر کرتے ہیں مالک کتاب کے اوپر

نہ آیا رخ کی چمک سے نظر وہ شوخ ہمیں
نگہہ حجاب ہوئی آفتاب کے اوپر

قدم نہ ہمیں رکھا ای شہسوار توسن ناز
گمانِ چشم عدو ہی رکاب کے اوپر

کتابی رخ پہ تمہارے دہن نہ ہو کیونکر
کہ میم لکھتے ہیں ہر انتخاب کے اوپر

وہ بے نیاز ہیں سرگرم شرح شوق وصال
سوال لب پہ نظر ہے جواب کے اوپر

یہ نیچی نیچی نگاہیں یہ فتنہ انگیزی
تمہاری شوخی ہی غالب حجاب کے اوپر

چھپانے سے بھی ہو رازِ دل تمام ہی ظاہر
پڑا ہے پردہ غفلت جناب کے اوپر

ترے عناب لب کا ہوں بیمار
دے مجھے اپنا شربت دیدار

آ گیا دم میں میرے وہ عیّار
وصل کا تجھ سے کر گیا اقرار

میرے گھر صبح آئے وہ دلدار
نذر دل کو کروں جگر کو نثار

ہے شب زلف مانع دیدار
کھول دو اپنا روئے پر انوار

نقد جاں اُسپہ کر چکا ہوں نثار
یار سے دل پہ کیا کروں تکرار

کس سے فریادیں کروں یارب
اک زمانہ ہے اُسکا عاشق زار

وائے حسرت ہوا ہیں شادیٔ مرگ
وصل کا اُس نے جب کیا اقرار

میرے عیسیٰ کو آئی کیا کیا شرم
ہوا تشخیص جب مرا آزار

داغ دل بن گئے گل نرگس
نرگسی چشم کا ہوں عاشق زار

کوسوں اُڑ جاتا ہوں ہوا کے ساتھ
نکہت گل ہوا ہے جسم زار

بن بلائے تو آئیگا گھر میں
ہے مقدر میں گر ترا دیدار

جلتے ہی سوز رشک سے میرے
زندگی میں ہوئے عدو فنار

آج تھی خواب مرگ کی امید
سو قیامت سُنے تری رفتار

گالیاں صاف صاف دیتے ہو
واہ کتنی سلیس ہے گفتار

زرد نیفہ پہ اُنکے گوٹ ہے سرخ
ہوئی یکجا بہم خزاں و بہار

کیا ہوا رنگ و روپ وہ ظاہر
کچھ نہ کچھ ہو گیا تجھے آزار

شکر ہے ہم رہے اک حال پہ جاہل ہوکر
دیکھو کیا ماہ کا عالم ہوا کامل ہوکر

آئی تھی بن کے قیامت شب قتل عاشق
گھٹتی گھٹتی وہ ہی تیغ پہ ترے تل ہوکر

جوبن آیا تھا کوئی دن کیلئے ہم پہ مگر / رہ گیا آپکے انداز پہ مائل ہوکر
وہ بلانوش ہوں میں ہنگئی جاں پہ اُسکے / جو بلا آئے مری جان پہ مشکل ہوکر
ہم ہیں اِس دشت میں وہ عاجزی پیشہ مجنوں / چلتے ہیں زیر قدم سایۂ محمل ہوکر

لطف اُٹھے مرے غمخواروں کا تمکو ظاہر
دو گھڑی گر مرے پہلو میں رہو دل ہوکر

آئے کیا راز نہاں تیرا زباں پر غمّاز / ہے تیرے تن کی صفا آئینہ پیکر غمّاز
بوسہ لیتا ہوں تو ہوتا ہے نشاں بوسہ کا / ہے نزاکت تری رنگت سہ انور غمّاز
میں تو تڑپا بھی نہیں حرف سی قاتل دم ذبح / خون سے بھر کے ہوا ہے ترا خنجر غمّاز
چغلیاں اُنکی وہ کھاتا نہیں اُنکے آگے / پاتا رہتا ہے جو اغیار سے کچھ زر غمّاز
یا الٰہی مری کس بات کی اُنکو ہے تلاش / ہر جگہ پوچھتے پھرتے ہیں جو اکثر غمّاز

ہر کوئی آپ سے کہدیتا ہے حال ظاہر
بنگیا ضد سے مری آپکا سب گھر غمّاز

روز جاتا ہے پس پردہ مرا اغیار کے پاس / اور آتا نہیں مجھ طالب دیدار کے پاس
اللہ اللہ رے ضد پھر نہ رہا وہ گھر میں / میں نے اِک گھر جو لیا کوچۂ دلدار کے پاس
گھیرے رہتا ہے ترا غم میرے کو اس طرح / جیسے رہتے ہیں نگہبان گنہگار کے پاس
دل میں لے آگ جلے جاتے ہیں زاہد اور شیخ / رند کچھ بیٹھتے اُٹھتے ہیں جو خمار کے پاس
تنگ ہوں زیست سے یہانتک کہ مدام اے ناصح / ڈھونڈ کر شہر میں جاتا ہوں ستمگار کے پاس
دولت حُسن رقیبوں ہی میں لٹتی ہے مگر / کبھی آتی نہیں مجھ طالب دیدار کے پاس
نہیں معلوم مرے اُس نے اُٹھائے کیا کیا / دل جو جاتا ہے سدا اپنے دل آزار کے پاس

غیر کے گھر کے بہلنے کو بہانا تو ہوا
گاہ گاہے کی ملاقات تھی تم سے میری
ہوش اڑتے ہیں ملنے کے فغاں سے اسکے
اپنی بدنامی کا کیوں کرتا ہے ساماں یہ دل
آنکھ اٹھا فتنۂ محشر کو نہ دیکھا اس نے

رشک پہونچے ہے مرے کوچۂ دلدار کے پاس
بیوفا کا ہے کو آئیگا وفادار کے پاس
خاک آوے وہ بھلا اپنے گرفتار کے پاس
ہر گھڑی جاتا ہے کیوں کوچۂ دلدار کے پاس
آئے کل تیرے جو وارفتۂ رفتار کے پاس

ظاہر خستہ جگر ہے وہ نہ ہووے ظالم
اک جواں ساہے تڑپتا تری دیوار کے پاس

نہ کہتا کچھ ولا خاموش خاموش
سوالِ بوسہ پر بولا وہ مجھ سے
نہ کر باتیں کیا بدنام تو نے
میں جاتا ہوں صنم کیوں ہے بگڑتا
وہ کہتا ہے بنا کے آؤ صورت
نہ کہتے تھے کبھی کچھ آج بولے

وہ بیٹھا ہے خفا خاموش خاموش
سمجھتا ہوں بھلا خاموش خاموش
ترا ہو دل مرا خاموش خاموش
نہ ہو تو بے مزا خاموش خاموش
تو مجھ پہ ہے فدا خاموش خاموش
یہی ہیگا بھلا خاموش خاموش

ملا وہ دلبرا ظاہر سے جس دم
تصور میں گیا خاموش خاموش

ہو گیا مجھ سے یار سے اخلاص
عاشقِ زار کو قیامت ہے
قتل ہو جاتا ہے مجھے منظور
کہاں قسمت خدا چھٹا دیوے

بڑھے اخلاص پیار سے اخلاص
جب نہ ہو اسکا یار سے اخلاص
نہیں چھوڑوں گا یار سے اخلاص
ہائے اغیار و یار سے اخلاص

نالہ و آہ ہو گئے بیکار — نہ ہوا مجھسے یار سے اخلاص
کیا کہوں کیا مزے اُٹھے شب وصل — جب ہوا شرمسار سے اخلاص

غیروں کے گھر پڑا ہے اب ماتم
ہوا ظاہر کا یار سے اخلاص

فکر شیشہ کا نہیں اور نہ ساغر سے غرض — روک کافی ہے فقط ہی مئے احمر سے غرض
دیر سے کام نہ کعبہ سے ہے مطلب ہمکو — ترے کوچہ کی محبت ہے ترے در سے ہی غرض
جب سے اُس ملک قناعت کے ہوئے ہم سلطان — اہل دولت سے نہ مطلب نہ تونگر سے غرض
سرد مہری نے بتوں کی ہے جلایا دل کو — مجکو آتش ہی غرض ورنہ نہ اخگر سے غرض
دل کے جانے کی شکایت ہمیں لاحاصل ہے — دلرباؤں سے ہمیں کام ہی دلبر سے غرض
سیکھا ہے میری غرض نے بھی عدو کا شیوہ — نہیں نکلیگی نہ اے جان ترے گھر سے غرض
دوش پر اپنے لئے پھرتے ہی جنگل جنگل — کچھ صبا کو ہے ہمارے تن لاغر سے غرض
اے صنم چاہِ ذقن سے ہوئے تیرے سیراب — مجکو زمزم سے غرض اور نہ کوثر سے غرض
برق کی طرح وہ مجھ پر ہی گری پڑتی ہے — آپکی تیغ ستم کو ہے مرے سر سے غرض
رنگ زرد اور یہ آنسو ہیں کفایت اے دل — سیم سے ہمکو نہ مطلب ہے نہ ہی زر سے غرض
اے بتو تم سے برآئی نہ تمنا آخر — کبھی انساں کی نکلجاتی ہے انساں ہی غرض

بے ہنر کو نہیں کچھ قدر یہ سچ ہے ظاہر
جو ہنرور ہیں وہ رکھتے ہیں ہنرور سے غرض

دلربا کا جو آج آیا خط — میں یہ سمجھا کہ اُسکے نکلا خط
سر قاصد کو اُس نے کر کے قلم — خون قاصد سے مجکو لکھا خط

ملگیا دہر کا مزا مجھ کو — میں نے سو بار اُسکا چوما خط
اُس نے پھینکا وہیں لفافے کو — ہاتھ کا میرے جبکہ دیکھا خط
اچھے قاصد مجھے بتا جلدی — میرے دلبر کا ہے جو لایا خط
میں مُوا شرم سے جو اُس نے مرا — میرے دشمن کو جب دکھایا خط

غیر سے ملتے ہیں ہمیشہ وہ
پر ظاہر کے پاس بھیجا خط

آب کوثر میں وہ نہایا حظ — مے کی تلخی میں جو اُٹھایا حظ
موت دیدے خدا مجھے میں نے — خواب میں بھی نہیں اُٹھایا حظ
کیا ہوا امید تجھ سے مرنے پر — زندگی میں نہ جب چکھایا حظ
ہونٹ چاٹا کیا ہوں ساری رات — بوسۂ لب میں ہے جو پایا حظ
صدمۂ ہجر سارے بھول گیا — وصل کے روز جو اُٹھایا حظ
موت کا اُسکو خوف کچھ بھی نہیں — ہجر کا جس نے ہے اُٹھایا حظ

جان ظاہر نے شرم سے دیدی
تم نے جب غیر سے اُٹھایا حظ

سودا کیونکر نہ ہو جناب شروع — عشق کی میں نے کی کتاب شروع
کیوں نہ ہووے فدا جہاں اُسپر — ڈالنی اُس نے کی نقاب شروع
گاہ مجنونی گاہ ہے سوائی — مجکو ملنا ہوا خطاب شروع
رند کہلائیگا وہ دُنیا میں — اُس نے پینی کری شراب شروع
موسقی علم میں وہ ہوگا فرد — سیکھنا گر کرے رباب شروع

کیا ہی دونگا جواب بد اعمال / حشر میں ہوگا جب حساب شروع

قدر عشاق کیا ہو اب ظاہر / کرے دلبر جو اجتناب شروع

کس طرح سے اپنا ہو اچھا دماغ / اتنا تو کرتا نہیں وہ بد دماغ

جب مرے گھر میں وہ آیا دلربا / آسماں سے بڑھ گیا اپنا دماغ

زلف کو اس کی سمجھ مار سیہ / ہو گیا بس گل وہیں گھر کا چراغ

کیوں نہ ویراں ہو چمن صد حیف / بلبلیں تو اڑ گئیں بیٹھے ہیں زاغ

پوچھتے ہیں دل جگر کو کیا ہوا / سیکڑوں کھاتے ہیں یہ خوں داغ

پھنس گیا جا کر کہاں دل زلف میں / نے پتہ چلتا ہے نے اسکا سراغ

بیخودی سے جب وہ آیا باہر و / ہو گیا ہے آج ظاہر باغ باغ

لے چلا تھا جوش وحشت تو بیاباں کی طرف / کھینچکر غمخوار پھر لے آئے زنداں کی طرف

وعدہ دشمن کی یاد آتے ہی دل کچھ بجھ گیا / ہائے خوش خوش ہم چلے تھے کوئی جاناں کیطرف

ناتوانی میں کسے تھا ہرزہ گردی کا دماغ / جوش وحشت میں نکل آئے بیاباں کی طرف

ناتوانی سے ہے پائے سعی اپنا نارسا / خاک اپنی جائے کیونکر تیرے داماں کیطرف

شوق جنکو ہے ترے لعل لب جاں بخش کا / آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں آب حیواں کیطرف

ہجر میں گر جان بھی دیجے تو کس امید پر / وہ تو آتے ہی نہیں گور غریباں کیطرف

ہے دل سرگشتہ ظاہر کا خدا حافظ کہ اب / خط سے نکلا تو چلا زلف پریشاں کی طرف

ہے بہت تند خو تڑاق پڑاق
اسکی ہے گفتگو تڑاق پڑاق

غیر ہے بدزباں اسے دھولیں
چھڑ گئے جنگجو تڑاق پڑاق

لطف ہے گفتگو کا گرمی سے
کہ رہے دو بدو تڑاق پڑاق

ٹوٹیں یارب یہیں محتسب کے ہاتھ
توڑتا ہے سبو تڑاق پڑاق –

جی میں ہے بت سے کیجئے چٹ چٹ
بیٹھ کر روبرو تڑاق پڑاق

اور جو آپس میں چھیڑ دہ لائیں
کیجئے گفتگو تڑاق پڑاق

یار ہے برق اور میں ہوں رعد
رہتی ہے دو بدو تڑاق پڑاق

وصل میں ہے سرت پھرتی تو کیا
پھر نہ ہو یہ کبھو تڑاق پڑاق

ہمسے جھٹ پٹ وہ ہو گیا ظاہر
ہے غضب شعلہ رو تڑاق پڑاق

یہی ارماں ہے مجھے اب تک
وہ نہ آیا کبھی مرے گھر تک

کیا ڈھٹائی ہے مجھسے کہتا ہے
نہیں آونگا میں ترے گھر تک

دم نکلتا ہے او مسیحا آ
نالے آئے ہیں سیکڑوں لب تک

یار کے دل میں غیر نے کیسے
میری جانب سے ڈال دی گنجلک

ہے شب وصل میں وہ چپ بیٹھا
مجھے کہتا ہے تو نہ کر بک بک

سہتا ظاہر ہے روز صدمۂ ہجر
موت آتی نہیں اسے اب تک

غیر سے یہ دلربائی کب تلک
جان گزا ہے بیوفائی کب تلک

آئینہ رکھ دیجئے حیراں ہوں میں
خود نما یا خودنمائی کب تلک

وصل کی شب نصف گزری اے پری
گلے لگجا کج ادائی کب تلک

مشکلوں سے آئے ہو گھر پر مرے
کھولدو بند قبا یہ شرم گاہی کب تلک

بڑھگئی دل میں کدورت اُنکے خوب
مجھسے ہوتی ہے صفائی کب تلک

وصل کی شب ہے سحر ہونے کو ہے
معاف کیجئے ہاتا پائی کب تلک

ظاہر ناچیز در عشق بتاں
سچ کہو یہ جبہ سائی کب تلک

تپ غم سے یہ بھری ہو دل بیتاب میں آگ
اُف کروں میں تو لگے خرمن مہتاب میں آگ

شعلہ رو مجکو یہ شوخی نے کیا ہے بیتاب
ڈالدے جیسے کوئی معدن سیماب میں آگ

آتش غیظ بجھی اُسکی مرے رونے سے
سرد ہو جاتی ہے پڑتے ہی اگر آب میں آگ

میں جلاؤنگا اُسے جھاڑکے دے سجادہ شیخ
کعبہ سنگیں ہے کعبہ کی ہے محراب میں آگ

پہنی مطرب نے سر انگشت حنائی پہ ہے آج
مجکو وحشت ہے کہ لگجائے نہ مضراب میں آگ

آتش عشق نے پھونکا دل و جان و جگر
رفتہ رفتہ لگی اپنے سبھی اسباب میں آگ

سوز عشق در دنداں نے جلایا مجکو
سچ کہ بجھتی نہیں آب در نایاب میں آگ

گر ترے سوختہ ہجر کا سایہ پڑجائے
تو لگے صورت ققنس پر سرخاب میں آگ

دھوئے تھے دست حنائی اپنے پالس نے
صورت شعلہ جوالہ ہے گرداب میں آگ

گل سے رخ پہ جو ترے دیکھے عرق کے قطرے
آتش گل سے لگی شبنم و شاداب میں آگ

یاد میں اُس رخ زیبا کے ہوئے اشک جو سرخ
عکس خورشید سے لگتی ہے کہاں آب میں آگ

گرم نظروں سے گر اُنکو وہ خود آرا دیکھے
آئینہ آب ہو بھڑکے ابھی سیماب میں آگ

نہاں ڈھونڈا نہ کسی شخص کو پایا ظاہر
یہ برستی ہے کچھ اس عالم اسباب میں آگ

رہتا ہے اُنکو ہر گھڑی اغیار کا خیال
آتا نہیں تو مجھسے گنہگار کا خیال

اُٹھتا ہے دل کو جور و ستم ہی سے کچھ مزا
کیونکر نہ رہوے مجھسے ستمگار کا خیال

کیا قہر ہے کہ ہوتے ہیں اغیار وہاں بھی ساتھ
آتا ہے دل میں جب بت اغیار کا خیال

اغیار کو بھی یار سمجھ کر ہوں بیقرار
دل میں بسا ہوا ہے زبس یار کا خیال

اللہ رے تغافل صیاد ہم صفیر
رکھتا نہیں ہے اپنے گرفتار کا خیال

جلوے کے دیکھنے کو بھی اک آنکھ چاہیے
یوں تو کسے نہیں ترے دیدار کا خیال

اُنکو نشست رہتی ہے ہر دم عدو کے ساتھ
آئیگا کیونکہ اپنے دل افگار کا خیال

ہر ہر نفس میں شوخیٔ محشر کی ہے نمود
رہتا ہے بسکہ اس تری رفتار کا خیال

آنکھوں میں چھا رہا ہے اندھیرا سا ہم نفس
ہے آج کسکے گیسوے خمدار کا خیال

ظاہر جھلاتے رہتے ہیں ہر دم عدو اُنہیں
آئیگا کیونکہ وصل کے اقرار کا خیال

نہ چھپئے نہیں منہ چھپانے کے قابل
کہ ہو دیکھنے اور دکھانے کے قابل

ترے خوف سے چھُٹ گئیں میری نبضیں
مسیحا کو کیا ہوں دکھانے کے قابل

پھنسایا نہ دل کو کہا تو یہ بولے
پھنساتے جو ہوتا پھنسانے کے قابل

کیا سر قلم شمع ساں کیوں فلک نے
ہوا تھا میں کب سر اُٹھانے کے قابل

درِ بت پہ زاہد کرے کیونکہ سجدے
نہیں ہے وہ اس آستانے کے قابل

وہاں کیونکہ جاؤں رہا ضعف سے میں
نہ آنے کے قابل نہ جانے کے قابل

ستانے کی لذت نہیں کمسنی میں
ابھی ہو تو لو تم ستانے کے قابل

نہ کھا ٹھیری جان بک بک کے ناصح
غذا یہ نہیں ہو جو کھانے کے قابل

ستم ہے ہوا شوق وہاں امتحاں کا -
رہا جب نہ میں آزمانے کے قابل

بتاتے تجھے شبنم و گل کہ ہوتا
رلانے کے قابل ہنسانے کے قابل

بہانے سے آنسو بہا تو نہ ظاہر
یہ گوہر نہیں ہیں بہانے کے قابل

جب ہمیں تو خوں رلائے دمبدم
کیوں نہ دم آنکھوں میں آئے دمبدم

دمبدم کیوں تو نہ ہو ہم پر جفا -
جب عدو تجھ کو سکھائے دمبدم

خو بگاڑی ہم نے آپ اُس یار کی
جور ناحق جب اُٹھائے دمبدم

تھا اثر جب تک نہ نالوں میں مرے
آپ میرے گھر میں آئے دمبدم

کیوں نہ دریا خون کا جاری رہے
ابر نیساں سا رُلائے دمبدم

بیحیائی ہے ہماری زندگی -
تیری فرقت جب ستائے دمبدم

رُٹھتے ملتے دن میں ہو سو بار تم
ہنستے ہیں اپنے پرائے دمبدم

کیوں نہ ہم محروم رہویں وصل میں
جب کہ تو مہندی لگائے دمبدم

سیر کی غیروں میں تمنے اور ہم
بحر خجلت میں نہائے دمبدم

زندگی میں اُسکو ہو دوزخ نصیب
جب عدو کو تو جلائے دمبدم

سبزۂ خط جب نہ دیکھے آپ کا
کیوں نہ ظاہر زہر کھائے دمبدم

غیر کی طرف سے لگائینگے ہم
دوست اپنا اُنہیں بنائینگے ہم

ایسی باتیں وہاں بنائیں گے
کہ اُنہیں ہر طرح منائینگے ہم

نہ صبا ہے نہ مُرغ ہے افسوس
اپنا قاصد کسے بنائینگے ہم

درو دیوار اپنے دشمن ہیں
ڈھونڈنے کوچہ میں کیونکہ جائینگے ہم

پھر پھروں گا غبار ہے اپنا
خاک کیا چرخ کی اڑائینگے ہم

دل لگانے سے اب اُس مکو
ساری باتیں تری سکھائینگے ہم

چاک دامن کا جب سیا نہ گیا
چاک سینہ کو کیا سلائینگے ہم

جھوٹے جھوٹے پتے بتا کے ترے
غیر کو در بدر پھرائینگے ہم

گر یہی مشغلہ رہا ظاہر
عشق میں کچھ کمال پائینگے ہم

رونے میں اپنے ناصح یوں بے اختیار ہیں ہم
دل بیقرار ہے تو یوں اشکبار ہیں ہم

قسمت پہ اپنی روتے یوں بار بار ہیں ہم
کیوں اُس سے دل لگایا جو بیقرار ہیں ہم

اغواسے گو عدو کے اب بے وفا ہیں ہم
پھر دیکھنا کہ آخر یاروں کے یار ہیں ہم

ہیں چرخ سوز آہیں خارا گداز نالے
اور اپنے فن میں اب تک ناکردہ کار ہیں ہم

اپنا مزاج اور یوں یہ ذلتیں اُٹھانے
تم سے ملے تو سب میں رسوا و خوار ہیں ہم

ہنستے ہو کیا ہماری افغاں پہ ہمصفیر و
اب تازہ آپھنسے ہیں ناکردہ کار ہیں ہم

ہم ہو گئے با وفا ہیں دشمن تری نظر میں
تو بیوفا ہے اور پھر تجھ پر نثار ہیں ہم

یہ بات تمکو باور ہو یا نہ ہو ولیکن
اپنے تو دل سے جانی تجھ پر نثار ہیں ہم

تاثیر اُسکے دل میں پیچھے کرینگے نالے
پہلے تو آفتوں سے خود ہی دوچار ہیں ہم

کیا جانئے کہ پالا کس شوخ سے پڑا ہے
پھر ان دنوں میں ظاہر کچھ بیقرار ہیں ہم

ساقیا بھر کے دے شراب کا جام
ورنہ ہوتا ہے میرا کام تمام

جب سے تشریف لائے ماہِ صیام ‏ ساقیا زیست ہوگئی ہے حرام

تار ہے لاؤ لاؤ کا ساقی ‏ کچھ نہیں سوجھتا مجھے انجام

نہیں ملنے کا وہ دل بیمہر ‏ روز ہے صبح اور روز ہے شام

یا خدا اُسکا ہو وصال نصیب ‏ ابتو وردِ زباں یہی ہے کلام

لاغری نے بنا دیا عنقا ۔ ‏ رہ گیا ہے جہاں میں نام ہی نام

یار کے ہاتھ پاؤں باندھے اب ‏ کیا حنا نے مرا بنایا کام ۔

جبکہ شب بھر رہے وہ میرے پاس ‏ بادۂ وصل کیوں ہوں نہ مدام

مست کہتے ہیں غیب کا احوال ‏ بادہ اسواسطے ہوئی ہے حرام

کبک بھی اپنی چال بھول گیا ‏ تیری دیکھی ہے جب سے اُس نے خرام

چشم نے اُس پہ کر دیا مفتوں ‏ مفت دیتے ہیں دل کو ہم الزام

منہ جھکاؤ کہ بوسہ لیلوں میں ‏ دیجئے شوق سے مجھے دشنام

قیس و فرہاد و وامق و ظاہر
ہائے عاشق ہوئے سبھی بدنام

فلک پہ تم ہمیں کہتے تھے عزت اسکو کہتے ہیں ‏ ہوئے اب خاک سے بدتر ذلت اسکو کہتے ہیں

رہے ہم عمر بھر بندے محبت اسکو کہتے ہیں ‏ رہا بیزار وہ ہمسے عداوت اسکو کہتے ہیں

اُٹھایا ہمنے کوہِ عشق طاقت اسکو کہتے ہیں ‏ ہوئے بارِ نظر سے غش نقاہت اسکو کہتے ہیں

تمہیں دل دیچکا اب جان بھی دینے پہ راضی ہوں ‏ یہ جی رکھتا ہوں ناداری میں ہمت اسکو کہتے ہیں

ذرا دیکھو یکہ میخانہ میں ہیں کیفیتیں کیا کیا ‏ یہ رندا ہے محتسب دنیا کی جنت اسکو کہتے ہیں

جو دیکھی نبض میری دستِ عیسےٰ میں تڑپ پھلکی ‏ بتو سوزِ بت غم کی حرارت اسکو کہتے ہیں

تیرا پر سنگ مدفن سے کفن میرا اجلاتے ہیں
یہ مرنے سے بھی شوخی ہی شرارت اسکو کہتے ہیں

ہیں تیرے چین پیشانی کا بھی اے شوخ بندہ ہوں
پڑے منہ پر ترے غصہ میں جرأت اسکو کہتے ہیں

تصور میں ارادہ وصل کا تھا اُس سے شب ہمکو
پسینے میں ہے عرق ننگ الفت اسکو کہتے ہیں

جلایا جس نے ساری عمر مجکو سرد مہری سے
ہیں اُسکو دوست سمجھا ہوں حماقت اسکو کہتے ہیں

جنازہ ہی اُٹھا بیٹھے تمہارے در پہ ہم ایسے
مشقت اسکو کہتے ہیں ریاضت اسکو کہتے ہیں

اُٹھائے جور ظاہر نے عدو بھاگے رُکھائی سے
ہوس کہتے ہیں اسکو اور محبت اسکو کہتے ہیں

ہے امتحاں پہ طبع ستمگار کیا کروں
طاقت نہیں ہے مجھ میں دلِ زار کیا کروں

بڑھتی ہے روز حسرتِ دیدار کیا کروں
گھٹتا ہے دمبدم یہ تنِ زار کیا کروں

اک دل پہ اپنے یار سے تکرار کیا کروں
مجکو نہیں یہ بات سزاوار کیا کروں

خفگی میں شرح لذتِ گفتار کیا کروں
بیہوش ہے ابھی اُسے ہشیار کیا کروں

کیا کیا مزے سے تھے آبلہ پائی کے دشت میں
پر کھا رہے ہیں مجھ پہ عدو خار کیا کروں

بے جوہر کا نام طبع کے ہوں قدردان کیا
لیکر میں کیسے لوہے کی تلوار کیا کروں

جاتا ہے بزم غیر میں وہ سیمتن مدام
لٹتی ہے مفت دولتِ دیدار کیا کروں

جی چاہتا ہے حال دکھاؤں میں ضعف سے
مثلِ صبا نہاں ہے تنِ زار کیا کروں

ہر چند روز روز کی ایذا سے تنگ ہوں
آتا ہے پہ ستم پہ ترے پیار کیا کروں

اے شوق قتل پاس مبارک کہے ہے یار
تجھ ناتواں پہ کھینچکے تلوار کیا کروں

سمجھا سبب مرض کا تو بنجائیگا رقیب
عیسیٰ کے پاس جاکے میں بیمار کیا کروں

اتنا ہجوم ہے نگہہ شوق کا مگر
چھپتا نہیں ہے روئے پُر انوار کیا کروں

شیریں سخنوں سے ہیں لب اظہار بند ہائے
اے یار وصف لعل شکربار کیا کروں

چھڑکا نہ میرے زخم جگر پہ کبھی نمک
مشہور ہیں کہ انکا نمکخوار کیا کروں

اس سے سیا نہ زخم جگر کو مرے کبھی
ہیں بیکے سوزن مژہ یار کیا کروں

چھٹتی نہیں ہے دختر رز مجھسے زاہدا
ناحق لپٹ پڑی ہے یہ مُردار کیا کروں

ہیں انکو چھیڑ چھیڑ کے کھاتا ہوں گالیاں
مجکو پسند ہے یہی گفتار کیا کروں

ہمنام نامہ بر ہوا اسے ہجوم شوق
اور وہ ہے نام سے مرے بیزار کیا کروں

ظاہر رہا خیال میں بھی میں تو نا امید
آیا نہ ہاتھ دامن دلدار کیا کروں

غیر اُنکے خط سبز سے گھبرائے ہوئے ہیں
واللہ کہ زہر اُسپہ ہمیں کھائے ہوئے ہیں

ہے عشق میں ناتجربہ کاری بھی قیامت
ہم اُن سے سوا آپ ہی گھبرائے ہوئے ہیں

پیری میں بھی یاد آتے ہیں ایام جوانی
کچھ ایسا جوانی کا مزا پائے ہوئے ہیں

باتوں میں ہوئی بیمزگی بے محل اُن سے
کیا جانیے دشمن پہ وہ جھنجلائے ہوئے ہیں

اغیار مرے ورکے نگہباں ہیں ظاہر
مہماں وہ مگر پاس کہیں آئے ہوئے ہیں

اُس شوخ کے جوروں سے غم و رنج و مصیبت
بادل کی طرح دل پہ مرے چھائے ہوئے ہیں

کھوئینگے مگر آبرو ہے ضبط ہماری
چہرے سے جو برقع کو وہ سرکائے ہوئے ہیں

کیا جانیے پیش آنی ہے کیا اُنکے الٰہی
بیوجہ یہ پیشانی پہ بل کھائے ہوئے ہیں

اغیار نے بوسہ کا تصور کیا شاید
اُنکے گل رخسار جو کملائے ہوئے ہیں

ہیں خود نہیں اپنے میں وگرنہ مرے احباب
باتوں میں سب اُس شوخ کو الجھائے ہوئے ہیں

ظاہر کو کرو دفن کہ فرقت سے اب اُسکے
دیدے جو نظر آتے ہیں پتھرائے ہوئے ہیں

کھلے آنکھیں ہمنے کیں افزایش دیدار ہیں
ہر نشان اک چشم ہے سنگ در دلدار ہیں

گر رہا یا ہمنے قصد اکوئے دل آزار ہیں
اپنے ہاتھوں بکے خود موت کے بازار ہیں

تو وہ کافر ہے کہ دل کہتا ہے بتکر ڈالئے
پنبۂ مہتاب کا رشتہ ترے زنار ہیں

موت کی رفتار اُسے تشخیص کرتے ہیں طبیب
اسقدر سرمست ہے نبض عاشق بیمار ہیں

روح پیچ و تاب ہیں ہے جیسے مثال موج مے
شیخ کو گر دفن کر دیں خانۂ خمار ہیں

ہے یقیں گر ناصیہ سائی کریں یہ سبز بخت
ہوں زمرد سب نگیں رنگت دلدار ہیں

چشم میگوں ہے تمہاری اس طرح زیر مژہ
جس طرح میبلئے ہے ہو پنجۂ میخوار ہیں

رشتۂ امید اُسے سمجھے کا مجنوں آپ کا
گیسوئے لیلے کے بل ہیں رشتۂ زنار ہیں

یار کیا سمجھیں کہ ہمکو طعن سے کہتا ہے یار
صنعت ایہام ہوتی ہے تری گفتار ہیں

ایک ہی ترغیب کعبہ دوسرا تحریص مے
توڑ جوڑ اپنے لئے ہیں زاہد و میخوار ہیں

گالیاں سو اور ہر گالی کی ہو رنگت نئی
یہ مزا ملتا ہے مجکو آپ کی گفتار ہیں

دشمنوں کو شبہ ہے گھر ہیں مرے اُس مہر کا
روشنی اتنی ہے شمع آہ آتشبار ہیں

لب سے ہر محو شہادت کے سنی اسکی صفت
پائی ہے برش نے رنگت آپکی تلوار ہیں

لاکھہا آفت چلی آتی ہیں برسوں سے نئی
بستی ہیں کتنی بلائیں چرخ ناہنجار ہیں

چومتے ہیں گوہر دنداں ترے ہر گھونٹ ہیں
ہمنے موتی ہیں پروئے میکشی کے تار ہیں

ظاہر ان سنگیں دلوں کی یاد ہیں رہتے ہیں روز
ٹھوکریں کھاتے ہیں ہم اٹھوں پہر کہسار ہیں

جہاں تک ہیں ساری لڑائی کی باتیں
نہیں اُنکو آتی صفائی کی باتیں

نکالو بس اب آشنائی کی باتیں
بہت ہو چکی ہیں رکھائی کی باتیں

کریں گے اگرچہ وہ ہمسے بُرائی
مگر ہم کریں گے بھلائی کی باتیں

وہ بیڈھب ہوئے ہیں غضبناک ہم پر
نکلتی نہیں اب رسائی کی باتیں

لو پھیرے ہی آگئے غیروں سے جاکر
یہ کیونکر نہیں ہیں لڑائی کی باتیں

نہ ہو جب کہ صیّاد کی مہربانی
کریں فائدہ کیا رہائی کی باتیں

یہ قسمت کی خوبی ہے اپنی کہ اب تو
لگیں اُن سے ہونے رسائی کی باتیں

وہ اب دلربائی سے فارغ ہوئے ہیں
تو کرنے لگے جاں ربائی کی باتیں

بہت تنگ ہوں ہجر سے اب تو یارب
نہ ہوں اُس صنم سے جدائی کی باتیں

اُنہیں آنکھ بھر کر بھی دیکھا نہ ہم نے
لگیں ہم پہ بندھنے خدائی کی باتیں

تو مقدور تک تو وفا کیجو ظاہر
کریں گو کہ وہ بیوفائی کی باتیں

ہیں ترے شعلۂ رخسار پہ یہ تل دونوں
کیا عجب حُسن کی گرمی سے ہوں بسمل دونوں

آگئے ابرو کے ترے کیونکہ نہ پیچے دل ظالم
تیغ کھینچے ہوئے رہتے ہیں مقابل دونوں

آہ و نالہ کی نہ دی ضعف نے رخصت دل کو
آئے لب پر کہیں جا تھم کے بمشکل دونوں

اپنی نظروں کی محبت کا ہوں قایل کیسے
دم نظارہ یہ ہوجاتی ہیں شامل دونوں

کیا بچیں تیر نظر سے جگر و دل میرے
ایک ہی وار میں ہوجاتے ہیں گھایل دونوں

تو وہ یوسف ہے زلیخا نے جو دیکھا تجھکو
ہوگئے ہوش و خرد آن میں زایل دونوں

تھا میں دو یوسفوں کا خواہاں سو تصور کے سبب
تجکو گھر بیٹھے ہوئے مفت ہیں حاصل دونوں

جگر و دل مرے بیشتر سے بہت نازک تھے
سختیاں اتنی اٹھائیں کہ ہوئے سل دونوں

غیر و غماز کو وہ دخل نہ تم محفل میں
کہ وہ کمظرف ہیں رکھے نہیں قابل دونوں

جلوہ گر بام پہ ہو جا کہ یہ اندھیر ہو دور
تیرے رخسار ہیں رشک مہ کامل دونوں

قیس و فرہاد کو تھے دعوئے الفت کیا کیا
دیکھا ظاہر کو تو دل میں ہوئے قائل دونوں

بات شب کو اسقدر ان سے بڑھی تکرار میں
لفظ بدنامی ہوئے وہ خلق کی گفتار میں

اتنی گرمی ہے نگاہ طالب دیدار میں
برق سی چمکی ترے آئینۂ رخسار میں

دم مرا الجھے تو پائے خلق عمر جاوداں
باندھ لوں وست اجل میں نفس کے پھر تار میں

رہبری سے منزل مقصود تک پہونچا ئیگا
طول عمر خضر کا ہے عشق کے آزار میں

صرف گام و لام سے کھلتی ہے یہ اے عندلیب
فضل ابجد کی شباہت ہے تری منقار میں

بات بے گالی نکلتی ہی نہیں منہ سے کبھی
تمنے پائے نطق باندھا گالیوں کے تار میں

دھوپ کا آرام کیسا وہ نہ دے جسنے نگاہ
کائی بنکر سایہ لپٹے آپکی دیوار میں

اسقدر حیرت قیامت کو ہوئی کیوں دیکھکر
ظاہر آئینہ نہیں کوئی تری رفتار میں

آرزوے گل میں ظاہر نغمہ کرتے ہیں مدام
بوئے گل ہے بلبلوں کے غنچۂ منقار میں

عشق میں کیا ترے ناشاد کیا کرتے ہیں
جان سی چیز کو برباد کیا کرتے ہیں

بھول جاتی ہے خدا کی بھی خدائی اسوقت
تمکو جسوقت بتو یاد کیا کرتے ہیں

جو کہ عشقہ ہو خدا کی بھی نہیں سنتا حیف
اس ستمگار سے فریاد کیا کرتے ہیں

کھینچ لیتا ہوں تصور میں تمہارا نقشہ
اور کیا مانی و بہزاد کیا کرتے ہیں

اس عداوت کو لگے آگ مٹا دی الفت
وہ مری خاک کو برباد کیا کرتے ہیں

وصل کی شب جو نہیں تم سے ٹھہرتی تو ہم
وعدۂ وصل سے دل شاد کیا کرتے ہیں

قتل کر کے مجھے فرمایا یہ اُس قاتل نے
ہم اسی طرح سے آزاد کیا کرتے ہیں

[illegible] مانگے بھی جو وقت میں نہیں آتی ہے
آپکے بھولنے کو یاد کیا کرتے ہیں

سمجھ میں اور اُس میں ہے اسطرح سے الفت ظاہر
مرحبا شیریں و فرہاد کیا کرتے ہیں

میرے پہلو میں جب سے یار نہیں
دل بیچین کو قرار نہیں

چاک سینہ کا کیا رفو ہو گیا
میرے دامن میں کوئی تار نہیں

کوئے جاناں میں روز پھرتا ہوں
مجکو دنیا میں اور کار نہیں

میری جانب سے ہو وہ ایسا صاف
اُسکے دل میں ذرا غبار نہیں

کوچۂ یار میں جو جاتا ہو
کون رسوا ذلیل و خوار نہیں

بے حیائی ہو وہ نہیں ہوتا
غیر سے ملکے شرمسار نہیں

کس بھروسہ پہ عاشقی سیکھوں
ہائے دنیا بھی پائیدار نہیں

خاک چھانوں ہوں اُسکے کوچے کی
مجھسا دنیا میں خاکسار نہیں

ہو گیا سر قلم مرا جب سے
تنِ لاغر پہ کچھ بھی بار نہیں

لاپتا کیوں ہوں پسِ مُردن
میرا دنیا میں جب مزار نہیں

روتا پھرتا ہے رات دن ظاہر
اُسکے رونے کا کچھ شمار نہیں۔

چھوڑتا حسن نہیں اپنے گرفتاروں کو
مول لیتی ہے یہی جنس خریداروں کو

دھیان اُس دستِ نگاریں کا نہیں گو یہ ہیں
ہمنے باندھا ہے رگِ ابر میں انگاروں کو

تیری چٹکی میں جو رہتی ہیں یہ اے صید افگن
ہے تپاں زاغِ کماں دیکھکے سوفاروں کو

اپنے نالوں سے نہ ہو تنگ کہ صیاد ابھی
رسم معلوم نہیں تازہ گرفتاروں کو

نہیں بے دردِ مژہ بادیہ پیمائی کا -
میں نے چُن چُن کے کفِ پا میں کھپا خاروں کو

مسی مالیدہ وہ دنداں مجھے یاد آتے ہیں
شبِ تاریک میں جب دیکھتا ہوں تاروں کو

یہ نزاکت ہے کہ ابتک ہے نشاں بوسہ کا
خواب میں چوم لیا تھا ترے رخساروں کو

گریہ وحشت میں ہے ہمکو سببِ آزادی
کہ بہا دیتا ہے زنداں کی یہ دیواروں کو

آج وہ زلفِ گرہ گیر کو سلجھاتے ہیں
مژدہ پہونچاؤ رہائی کا گرفتاروں کو

انکے نالوں نے تو مرقد میں بھی سونے نہ دیا
ہووے سکتے کا مرض ہے یہ عزاداروں کو

کافرِ عشق ہیں اک غیرتِ گلزار کے ہم
چاہئے تارِ رگِ گل ہمیں زناروں کو

دل کی آتش نہ بجھائی کبھی اُس نے میری
نام کو آب ملی ہے تری تلواروں کو

ہاتھ ہوں میرے قلم نامہ بروں کا کیا جرم
بیگناہ قتل کیا آپ نے بیچاروں کو

چارہ سازی سے مری تنگ ہوئے ہیں اتنا
خبرِ مرگ مرے مژدہ ہے غمخواروں کو

دیکھکر ہوتے ہیں جامہ سے وہ باہر مجکو
غصہ بیشرم بناتا ہے ستمگاروں کو

ظلم سہنے میں مزے پائے ہیں اتنے ظاہر
ڈھونڈتا پھرتا ہوں عالم میں دل آزاروں کو

دیکھا دمِ گریہ نہ رُخِ رشکِ قمر کو -
ہے تار کے اشکوں سے لیا دیدۂ تر کو

ہر وقت نیا لطف ہے اس خستہ جگر کو
وہ شام کو مہتاب ہے خورشید سحر کو

ہیہات کہ تو پاؤں لگانے نہیں دیتا
بیجا وہ لگا کیا سر یہ اُٹھا کر ترے گھر کو

سب طور ہیں حربے کے تلوّن میں تمہارے
ہر وقت نیا رنگ وہ دیتا ہے خبر کو

ہے برق تری تیغ میں ڈرتا ہوں مبادا
پژمردہ کرے پھر سے گُلِ زخمِ جگر کو

کیا کیا نگہِ لطف پہ ہیں آپ کو صرفے
سمجھے ہو جوانی میں جواب لطفِ نظر کو

گیسو سے تیرے وصل کا اک تار نہ پایا
کرتا ہیں رفو چاک گریبان سحر کو

زینت ہے سیاہی سے ہر اک بال کو ظاہر
زیبا ہے سفیدی مگر اُس مُوئے کمر کو

تمہارے پاؤں پر رکھتا ہوں سر کو
نہ سر کو تم مرے پرسے نہ سر کو

جو سینا ہے مرے زخمِ جگر کو
تو لا جرّاح اُس تارِ نظر کو

کہا تھا ابر میں نے چشمِ تر کو
لگا دی آگ اُس نے میرے گھر کو

سمجھ زنجیر لطفِ فتنہ گر کو
چلا جاتا ہے وحشی دل کدھر کو

یہ بیماری نئی پیدا ہوئی ہے
چلے ہیں آپ دشمن کی خبر کو

خدا بھی مہرباں ہوتا ہے اُس پر
نظر پڑتی ہے اُس بُت کی جدھر کو

مجھے گھر کاٹنے کو دوڑتا ہے
وہ جاتے ہیں خفا ہو کر جو گھر کو

ہوا ہوں خاک میں پر خوف ہے یہ
صبا لیجائیگی دیکھوں کدھر کو

سوا میرے ہے کون ایسا کہ تجھ پر
جلا دے جان کو پھونکے جگر کو

نہیں ملتا کوئی جرّاح اچھا
سلاؤں کس سے میں زخمِ جگر کو

ق

بتوں کی سختیوں سے تنگ ہو کر
چلے ہیں ہم جو کعبہ کے سفر کو

تو وہ کہتے ہیں یہ منت سے ہمکو
خدا کے واسطے آؤ اُدھر کو

اسیری ہے رہائی میں بھی مجکو
دعا دیتا ہوں اپنے بال و پر کو

ہمارا ہی وہ نالہ ہے کہ جس نے
نہ دیکھا عمر بھر روئے اثر کو

بتوں کے دل میں ہے پوشیدہ لیکن
نہاں پتھر میں رکھا ہے شرر کو

نہ لونگا دل کے بدلے انکا بوسہ
طبیعت ڈھونڈتی ہے کیوں ضرر کو

کسی کا دل چھپے کس طرح یارب
چرا لیتے ہیں وہ اپنی ہی نظر کو

ہوا جس شب کو وصل یار ظاہر
نہ پوچھو مجھ پہ جو گزری سحر کو

عشق کا ڈھب سکھا دیا ہمکو
دل نے بےڈھب بنا دیا ہمکو

کہنے سے سبزہ خط نے غیروں کے
زہر لاکر کھلا دیا ہم کو

گرچہ ظاہر نہیں تو پردے میں
اس نے جوبن دکھا دیا ہم کو

بارے قاصد نے کچھ نہ کچھ آکر
حال اسکا سنا دیا ہم کو

اپنی خواہش تھی ایک قطرہ مے
جام بھر کر پلا دیا ہمکو

اپنے حق میں تو وہ مسیحا ہیں
آتے ہی بس جلا دیا ہمکو

چرخ نے جس قدر ہنسایا تھا
اس نے دونا رلا دیا ہمکو

بوسہ دیکر شب اس ستمگر نے
مزہ لب چکھا دیا ہم کو

غیر کا دل نہ کیوں ہو خون ظاہر
پان اس نے کھلا دیا ہم کو

ظاہر انکو جو تم بلاتے ہو
آفت اپنے ہی سر پہ لاتے ہو

ہم تمہاری نگہ کے ہیں بدمست
بادہ ہمکو عبث پلاتے ہو

آئینہ یہاں تمہیں گراتا ہے
ورنہ کیوں دم مجھے بتلاتے ہو

دل کی خاطر ہے چاہت آپکی بھی
اور دل کو ہی تم ستاتے ہو

شمع روشب کو مثل پروانہ
ہمیں محفل میں تم جلاتے ہو

مجھسے ماننا نہیں اگر منظور
تو مجھے کس لیئے بُلاتے ہو

ہمکو کہنا ہی کچھ نہیں تم سے
باتیں تم کس لیئے بناتے ہو

لاکھہ باتوں کا اک جواب تو دو
ناحق اب ہمکو کیوں جھکاتے ہو

عشق ظاہر کا کچھ نہاں تو نہیں
اُس کو پردے میں کیوں بُلاتے ہو

الفت جو جتانے لگے ہم اور زیادہ
رُکنے لگا ہم سے وہ صنم اور زیادہ

ناز اُسکے اُٹھاتے ہیں جو ہم اور زیادہ
کرتا ہے وہ بت ہمپہ ستم اور زیادہ

ہر روز کے صدموں سے جو گھٹنے لگی طاقت
بڑھنے لگا دل میں مرے غم اور زیادہ

مینوشی برسات میں جتنا کہ بڑھا شوق
ساقی مجھے دینے لگا کم اور زیادہ

یہ ضد بھی اک قہر کہ جوں جوں اسے روکوں
دشمن پہ وہ کرتا ہے کرم اور زیادہ

جتنی کہ ہوسے تو مجھے یکبار پلادے
ساقی میں سمجھتا نہیں کم اور زیادہ

جتنی کہ پلاتے ہیں دوا ہم کو اطبا
بیمار ہوئے جاتے ہیں ہم اور زیادہ

کیوں بوسہ کا خواہاں نہ ہوں ان سبزہ خطوں سے
دیتا ہے توانائی یہ سم اور زیادہ

تھا ایک تو ضعف اُس نے بلایا جو خوشی سے
کچھ پھول گئے میرے قدم اور زیادہ

لکھتا ہوں رکاوٹ کا جو اُس شوخ کی احوال
قرطاس پہ رکتا ہے قلم اور زیادہ

کعبہ میں جو ہے دھیان ہمیں سجدۂ بت کا
ہے خندہ زناں شمع حرم اور زیادہ

جوں جوں دل بیتاب کو دیتا ہوں تسلی
کرتا ہے مرا ناک میں دم اور زیادہ

کیا شوق ہے تلوار کو کھینچا جو ہیں اُس نے
ہوتے لگی گردن مری خم اور زیادہ

قاصد کو وہاں جانے میں کرتا ہوں جو جلدی
آہستہ اُٹھاتا ہے قدم اور زیادہ

ہوں نزع کے عالم میں مرا فیصلہ ہو لے
تھم جائیے صاحب کوئی دم اور زیادہ

یارب ہے دم نزع مجھے کس کا تصور
اٹکا ہے مرا سینہ میں دم اور زیادہ

تو نے مرے ملنے سے جو انکار کیا ہے
حسرت ہے مجھے تیری قسم اور زیادہ

سلجھاتا ہے شانہ اسے جتنا دم تزئین
پڑتے ہیں تری زلف میں خم اور زیادہ

دشمن سے کہو جل کے منائے تو محرم
ظاہر پہ ہوا لطف و کرم اور زیادہ

شغلِ دعا میں عمر ہماری گزر گئی
پر بھول کر نہ اُس پہ نگاہ اثر گئی

وحشت میں لاغری بھی عجب کام کر گئی
بیڑی ہمارے پاؤں کی از خود اُتر گئی

غم سے ہوا میں زرد تو دیکھو شرارتیں
کہتے ہیں کچھ خوشی ہے جو رنگت نکھر گئی

بلبل پہ کچھ نہ کچھ تو خزاں میں بُری بنی
بھرتی جو ٹھنڈے سانس نسیم سحر گئی

زلفیں بنی تھیں غیر کی خاطر پھنسا ہوں میں
نازل ہوئی تھی کس پہ بلا کس کے سر گئی

یہ تازگی کا اُس گلِ عارض کے پاس ہے
شبنم بھی بھیگ بھیگ کے اُس پہ نظر گئی

مجھ سے یہ ایک چشم زدن میں پلٹ گئی
آخر نظر نہ آئی تھی آپ پر گئی

پیری میں وصل مثل زلیخا ہوا تو کیا
فرقت میں اپنی ساری جوانی گزر گئی

پائیں جو آپ تیغ جفا میں جلاوتیں
لذت حیات کی مرے دل سے اُتر گئی

تیغ نگاہِ یار سے دل کیوں نہ ہو دو نیم
مانند برق وہ ادھر آئی اُدھر گئی

مسدود کر دیا اُسے ظاہر نصیب نے
جب تا درِ قبول دعائے سحر گئی

ہمارے حال پہ گر تم نظر نہیں رکھتے
تو ہم بھی تم سے گلا فتنہ گر نہیں رکھتے

تلاش جسکے لئے دربدر ہو ساماں کی
ہم ایسا دوش پہ وحشت سے سر نہیں رکھتے

یہاں آنے میں کچھ مصلحت ہی ہے ورنہ
یہ کیونکہ کہیے کہ وہ کچھ خبر نہیں رکھتے

وہ آنکھ نزع میں بھی آنے سے چراتے ہیں
مرا یہ حال ہے اور وہ نظر نہیں رکھتے

ہمارے سر پہ کوئی آئے کوئی جائے پہ ہم
سوائے گریہ کسی کی خبر نہیں رکھتے

بن خاک ہو کے بھی دل میں جگہ نہیں پاتا
یہ سچ ہے خاک کہ شیشے میں بھر نہیں رکھتے

نکل کے جائیں کہاں یہاں سے گردباد کی طرح
سوائے دشت کے ہم اور گھر نہیں رکھتے

بہا کے تو ہمیں بیجائے کوئے جاناں میں
امید تجھسے ہم اے چشم تر نہیں رکھتے

کبھی جو ظاہر خستہ جگر کا پوچھے حال
تو یہ کہے کہ ہم اس کی خبر نہیں رکھتے

وہاں برائی نہیں تو پھر کیا ہے
یہاں بھلائی نہیں تو پھر کیا ہے

تم لڑاتے ہو غیر سے آنکھیں
یہ لڑائی نہیں تو پھر کیا ہے

بیوفائی ہے امتحان وفا
بیوفائی نہیں تو پھر کیا ہے

اسکی لائی ہے بو صبا لیکن
یہاں لائی نہیں تو پھر کیا ہے

مرض ہجر وصل سے ہو دور
یہ دوائی نہیں تو پھر کیا ہے

عشق میں جس نے اپنی ناصح
جان گنوائی نہیں تو پھر کیا ہے

یوں ہر اک بات پر الجھ جانا
کج ادائی نہیں تو پھر کیا ہے

گو کہ اچھی ہے صورت لیلےٰ
ہمکو بھائی نہیں تو پھر کیا ہے

پھرتے ہو دربدر پڑے ظاہر
یہ گدائی نہیں تو پھر کیا ہے

اُس صنم کو کیا جدا ہم سے — تو نے بے چرخ کیا کیا ہم سے
دل میں دھیان بیوفائی کا — کرتے ظاہر ہو گو وفا ہم سے
تم نے سو بار بے وفائی کی — نہ سُنا ہوگا پر گلا ہم سے
قتل کیجے نہ جرم الفت پر — نہیں ملنے کے آشنا ہم سے
رحم کیجے جو ہم سے جرم ہوا — بخشئے گر ہوئی خطا ہم سے
اپنی تقصیر کچھ تو بتلاؤ — ہو گئے اتنے کیوں جفا ہم سے

گرچہ ظاہر فلک ہے دشمن لیک
دشمنی کرکے لیگا کیا ہم سے

کب اُٹھا اُسکے آستانے سے — اُنکا ہاتھ ہیں ٹھکانے سے
میری جانب سے اُنکو دشمن بھی — باز آتے نہیں لگانے سے
ہیں وہ پرفن ہوں غیر کا احوال — پوچھ لیتا ہوں ہر بہانے سے
ہیں بھی اُنپر ہوں مثل پروانہ — اُنکو مطلب ہے گر جلانے سے
غم ہوری ہیں سبزہ رنگوں کی — ہے ہمیں کام زہر کھانے سے
نہ ہوا مطلب اور قاصد کے — تھک گئے پاؤں آنے جانے سے
وہ تو سو سو طرح بگڑتے ہیں — اور ہمیں کام ہے منانے سے
اُنکو ملنا نہیں تھا ہم سے تو پھر — فائدہ کیا ہمیں بلانے سے
اے فلک تجکو کیا ہوا حاصل — یوں ہمیں خاک میں ملانے سے

جانتے ہو جو دوست ظاہر کو
پھر ہے انکار کیوں بلانے سے

اُس بت بیدرد نے مجھسے صفائی آچکی
ہاے میرے بخت نے کچھ کچھ رسائی آچکی

گر دیا بوسہ نہ تم نے ہمکو کیا ہم مر گئے
پر رہیگی یاد تیری بے وفائی آچکی

کل تلک تو میری صورت سے تھی بیزاری اُسے
کسلئے اُس بیوفا نے آشنائی آچکی

جس سے تھی امید نبھنے کی سو ہی ہے اُس نے بھی
غیر کے کہنے سے آخر کو لڑائی آچکی

یوں تو فرقت بارہا اُن سے ہوئی پر ہمنشیں
جان ہی میری لیکے جائیگی جدائی آچکی

ناتوانی نے تھکا کر راہ میں بٹھلا دیا
بخت نے کس کس طرح کی نارسائی آچکی

مجکو تو بھلتے نہیں اس طرح کے ناز و نیاز
کل کو پھر مل بیٹھے آخر کو لڑائی آچکی

کہتے ہیں وہ مجھے بُرا بیٹھے
سنتے ہیں سارے آشنا بیٹھے

کوئی فتنہ سے فتنہ اُٹھتے ہیں
تیرے کوچے میں آکے کیا بیٹھے

میرے رونے کا ہے اثر اُلٹا
ہنستے ہیں پاس دلربا بیٹھے

جسکا اک عمر تک رہا ماتم
ایسا دل ہاتھ سے گنوا بیٹھے

ضعف نے کس جگہ تھکایا ہے
زیر دیوار جبکہ جا بیٹھے

دل میں تو دھیان ہی اُسی بت کا
گو کریں ہم خدا خدا بیٹھے

کرکے ہم اپنا خانماں برباد
اُسکے در پر رہے سدا بیٹھے

کبھی روئیں کبھی اُڑائیں خاک
کیا کریں یوں ہی دلربا بیٹھے

لاکھ ارماں کیونکہ نکلیں گے
ایک بوسہ پہ ہو خفا بیٹھے

ایسے جینے سے موت آئے کاش
کیا کریں اُن سے ہم جدا بیٹھے

کوئی بچنے کی اب نہیں صورت
دل کو بیدرد سے لگا بیٹھے

نہیں آتے نہ آؤ تم ظاہر
اُسکے کوچہ میں ہم تو جا بیٹھے

آنے دو یا نہ آنے دو تم اپنے ہاں مجھے
عاشق تمہارا جانتا ہے اک جہاں مجھے

سر پر سبک سمجھکے اُٹھایا تھا بارِ عشق
پر اب تو تن پہ سر بھی ہے بارِ گراں مجھے

جو سامنے ہو آنکھ کے ہو دل میں اُسکو راہ
یہ رمز آئینہ سے کُھلی ہے یہاں مجھے

اے کاہشِ الم نہ گُھلا جان کو کہ یار
کھاوے نہ رحم دیکھکے یہاں نیم جاں مجھے

صیاد کیونکہ درپئے ایذا ہی کیوں نہو
اسکے تو آشیاں ہے بنانا یہاں مجھے

اے آنکھ خوف سے نہ جھپکیو کہ شرم سے
وہ دیکھتے ہیں آنکھ اُٹھا کر کہاں مجھے

ہر دم تپش دکھاتی ہے برق اپنے روبرو
لینا ہے دل ترا ابھی ذرا امتحاں مجھے

صیاد تیرے ڈر سے ہوں خاموش ورنہ یہاں
میں اور چین دیوے گھڑی بھر فغاں مجھے

ظاہر تجھے وہاں سے نہ روکوں میں کس طرح
ظالم بہت عزیز ہے تیری تو جاں مجھے

مانند شمع شبنم دن یوں بسر کرینگے
مر مر کے شام کی ہے رو رو سحر کرینگے

ہر وقت کوچہ گھیرے رہتے ہیں اُنکا دشمن
آنے کا وہ ارادہ کیونکر ادھر کرینگے

امید پر کہاں تک خاطر کو دیں تسلی
کیا جانیے کہ نالے کب تک اثر کرینگے

جب ضعف سے نہ پہونچیں سینہ سے ہونٹ تک بس
کیونکر فلک پہ جاکر نالے اثر کرینگے

نے دل ہی بر میں ظالم نے جاں ہی تن میں باقی
ہے کیا جو نذر تیری اے فتنہ گر کرینگے

نے منہ سے بولتے ہو نے سر سے کھیلتے ہو
کعبہ ہی کو تو ہم یہاں سے سفر کرینگے

رکتا ہوں چھیڑ ہر دم دربان پاسباں سے
ہو کر تنگ آخر اُسکو خبر کریں گے

اچھا نہیں ہے اتنا یوں ضبط گریہ ظاہر
زخم جگر کو ظالم آنسو ضرر کریں گے

کیں آس پہ دیدار کا یہاں شوق ہوا ہے
سنتا ہوں وہ بے [illegible] تو خورشید لقا ہے

اُس آئینہ پیکر کی وہ عارض کی صفا ہے
تھمنا نگہِ شوق کا دشوار ہوا ہے

دل ہاتھ میں اُس شوخ نے میرا جو لیا ہے
سمجھا ہے کہ آتش سے سوا رنگِ حنا ہے

اصنام نہ بولے تو سوئے کعبہ چلے ہم
گمراہی ہماری خضرِ راہ نما ہے

ضد اُن سے چلی جاتی ہے گو ربط ہے باہم
وہاں حُسن بڑھا ہے تو یہاں صبر گھٹا ہے

ہے قلب سیہ جسکو ملی دولتِ دنیا
ظاہر ترے سینے سے یہ اے ظلِ ہما ہے

مطرب ہے نہ ساقی ہے نہ مے صبح تو زاہد
اس طور کے جینے کا بھلا خاک مزا ہے

اس دل نے مری جاں پہ توڑی ہے مصیبت
پہ آپکی رفتار پہ مائل جو ہوا ہے

دشنام کی لذت سے بڑھی لذتِ بوسہ
ہر بات میں اُس شوخ کی اک لطف نیا ہے

رنگِ چمنِ دہر کو ہر دم ہے تغیر
شاید کہ مرے رنگ سے رنگ اُسکا اُڑا ہے

صد شکر ہیں قتل ملی دولتِ دنیا
تلوے تلے اُس نے مری آنکھوں کو ملا ہے

ظاہر کی شکایت نہ کیا کیجئے صاحب
بندہ ہے تمہارا وہ بھلا ہے کہ بُرا ہے

کیا بنے بات اُس بتِ ناآشنا کے سامنے
سر جھکے جسکا نہ نخوت سے خدا کے سامنے

اسقدر ہے رنج اُسے کرتا ہے وہ شکوے مرے
آشنا کے سامنے ناآشنا کے سامنے

جب تلک ہے دم میں دم ہم بت کو پوجے جائینگے
شیخ تم کیا ہو کہیں ہم تو خدا کے سامنے

ذلتوں سے حسرتِ نظارہ کا بنتا ہے کام
گالیاں دیتے ہیں وہ مجکو بلا کے سامنے

شیخ زندان قدح کش واجب التعظیم ہیں
شیشہ بھی آتا ہے گردن کو جھکا کے سامنے

مہمانی اسکو کہتے ہیں جب آیا تیر یار
دل جگر سب رکھدیئے ہمنے اٹھا کے سامنے

یار گرم ناز ہے جی ہی میں کچھ ایسا کہوں
شوخیوں کا رتبہ گھٹ جائے حیا کے سامنے

خوبیاں گو سنبل جنت کی ہیں مشہور پر
منہ ہی پہ ہوتے تری زلف سیاہ کے سامنے

نامہ بر آ کے مرے باتیں بناتا ہے ہزار
پھر زباں ہلتی نہیں اُس کج ادا کے سامنے

خو ہوئی ایسی ستم سہنے کی اے بیداد گر
ہے خجل تیری جفا میری وفا کے سامنے

میری جانِ زار پر سے اٹھ گئی اسکی نظر
آئینہ رکھتا نہ تھا اُس خودنما کے سامنے

ہاتھ پاؤں وصل میں باندھے وہ شاید یار کے
باندھتا ہوں ہاتھ میں ہر مدعا کے سامنے

مہر کو دعوی تھا اپنے روئے روشن کا بہت
پاؤں تھرانے لگے اُس مہ لقا کے سامنے

قتل ظاہر ہو گیا جرم وفا پر مفت میں
قہر تھا لاف وفا اُس بے وفا کے سامنے

جب سے مرے بر میں وہ دلارام نہیں ہے
مرتا ہوں تڑپنے کے سوا کام نہیں ہے

فرقت میں دلا آہ ہے نالہ ہے فغاں ہے
سب کچھ تو ہے موجود پہ آرام نہیں ہے

ہم اوک سے پی لینگے پلائیگا جو ساقی
کیا غم ہے اگر میکدہ میں جام نہیں ہے

گو درد جدائی ہے پہ گھبرا نہیں اے دل
اک طور پہ کچھ گردش ایام نہیں ہے

پکڑا گیا نامہ یہ نہیں غم مجھے قاصد
صد شکر لفافے پہ مرا نام نہیں ہے

جی کیونکہ نہ گھبرائے کہ ہمراز وہاں سے
ابتک کوئی قاصد کوئی پیغام نہیں ہے

کچھ خط سے طبیعت نہیں بھرتی ہے کہ صاحب
بندہ کوئی خود مطلب و خودکام نہیں ہے

گھبراؤ نہ تنہائی میں ملنے سے کہ ہمکو
گو شوق ہے لیکن طمع خام نہیں ہے

بدنامیاں شہرت کا سبب ہوتی ہیں ظاہر
وہ کونسا عاشق ہے جو بدنام نہیں ہے

ذکر اسکا سنا دیا کس نے — مجکو وحشی بنا دیا کس نے
یاد اسکو دلا دیا کس نے — ہنستے ہنستے رلا دیا کس نے
تھا نہ پیمان شکن وہ بادہ گسار — جام غفلت پلا دیا کس نے
گو نہیں برق پر تیری نظر — خانۂ دل جلا دیا کس نے
پہلے تو خو نہ تھی ستانے کی — تجکو ظالم بنا دیا کس نے
کل تلک یاد تھا یہاں آنا — آج اسکو بھلا دیا کس نے
مٹ گیا چھپکے دیکھنے کا مزا — ہائے اسکو جتا دیا کس نے
چڑھ گیا تھا وہ شب مرے ڈھب پر — سوتے سوتے جگا دیا کس نے
کیونکہ بھولے وہاں خانہ نشیں — گھر عدو کا بتا دیا کس نے
سن تمہارا نہیں بڑھا اب تک — صبر میرا گھٹا دیا کس نے
تیغ پر آب تھی نہ قاتل کے — نقش ہستی مٹا دیا کس نے

سبزہ رنگوں کا ربط بھی ہے مرگ
زہر ظاہر کو لا دیا کس نے

سوز افغاں سے نہ کچھ میری زباں سوکھ گئی — لب نازک پہ ترے سرخی پاں سوکھ گئی
ایسی خصلت تو زمانے میں نہ دیکھی نہ سنی — تمنے بوسہ دیا اور غیر کی جاں سوکھ گئی
کثرت آب بھی ہے نخل کو نقصان کا سبب — شاخ نخل قد رشک خشاں سوکھ گئی
تیر آہ شرر افشاں پہ مری دیکھ اسے چرخ — تیری بھی پشت دوتا مثل کماں سوکھ گئی

دیکھ لی جب دُرِ دنداں کی صفائی تیری
تن میں آب گہر اے جانِ جہاں سوکھ گئی

پاے نازک تری رنگ کفک جب دیکھا
بیچ طوباوہ میں اے سرو رواں سوکھ گئی

عین گریہ میں بھی یہ آتش غم ہے کہ مری
شعلۂ شمع کی مانند زباں سوکھ گئی

پوچھ نہ کچھ عاشق و معشوق میں نسبت ہے ضرور
کہ مری طرح کمر تیری میاں سوکھ گئی

بزم عالم میں نہیں مجھسا کوئی کم قسمت
جام میں بھرتے ہی مے پیرِمغاں سوکھ گئی

چھیڑ کس نشترِ مژگاں سے چھٹی ہے یارب
تن لاغر میں جو میری رگِ جاں سوکھ گئی

جسم تیرا بھی یوہیں سوکھ کے کانٹا ہو جائے
جسطرح شاخ گل ای بادِ خزاں سوکھ گئی

رہ کے اے چشم تو اُسکو بھی کر اب یا بر رو
دیکھ گرددوں پہ سرہ کاہکشاں سوکھ گئی

شعلہ رو اس ترے انکار سے کشت امید
سبز ظاہر میں رہی اور نہاں سوکھ گئی

تمہارے جور سے اور ستم اُٹھا کے چلے
چلے تو حسرتِ دنیا کو ہم مٹا کے چلے

یہ کہدو اس سے کہ دامن کو وہ اُٹھا کے چلے
ہماری خاک نہ مثل صبا اُڑا کے چلے

نحیف ہو کے بھی زینت ہوئی نصیب ہمیں
کہ مثل نکہت گل دوش پر صبا کے چلے

نہ خوش ہوئے کبھی دار المحن میں آنکے ہم
ہزار طرح کے رنج و الم اُٹھا کے چلے

یہاں ہم آے تھے جسوقت آپ روتے تھے
چلے تو اپنے عزیزوں کو ہم رُلا کے چلے

ق

کمال رشک کی جا ہی بچا نہیں ہی بہت
جو تیرے عاشق صادق ہیں گھر خدا کے چلے

چمک کے برق الم گر پڑی مرے اوپر
عدو کو جلوہ دیدار جب دکھا کے چلے

خوشی سے لیتے نہی پھولیں اُٹھا سکیں نہ محب
ہماری نعش پہ دلبر جو مسکرا کے چلے

عدو کو جلاتے تھے رفتار ناز دکھلاتے
سنی جو میری خبر وہ قدم اُٹھا کے چلے

امید کیا ہے بتوں سے کہ دل بچے گا خدا
جب اپنی آنکھ کو ظاہر سے وہ پھرا کے چلے

بے سبب اُسکی اُٹھا کے جھڑکیاں ہر بار کی
آپ ہمنے خو بگاڑی ہے بتِ عیار کی

کیا بیاں کیجے حقیقت انتظارِ یار کی
آگئی لذت زبس ہر ہر دنِ دشوار کی

طبع مائل یار کی جانب ہوئی اغیار کی
موت آئی ہے ہمارے ہاتھ سے دو چار کی

تمسے اب کیا اس جب صحبت ہوئی دو چار کی
قل ہوا اخلاص کا اور فاتحہ ہی پیار کی

کیا نہیں سکو چٹایا خوں کبھی عشاق کا
ہے زباں کیوں خشک تیرے خنجر خونخوار کی

ناصحا اُس دم خدا بھی بھول جاتا ہے مجھے
جبکہ یاد آتی ہے مجکو اُس بتِ عیار کی

کھلگئے قاتل دہن زخم دل عشاق کے
بیدہن جب دم نظر آئی زبان تلوار کی

مثلِ شیطاں بھاگ جاتا ہے عدو اس بزم سے
ہے ہمارے ذکر میں تاثیر استغفار کی

ٹل گئے آخر مسیحا جز اجل کو نہیں بس
کون کرتا ہے دوا ظالم ترے بیمار کی

حال آیا نغمۂ مطرب پسر پیر شیخ کو
اس نے دیکھی ہے سیہ مستی کسی میخوار کی

دیکھکر لب کو تمہارے ہوگئے بیمار آپ
تھی بہت تشویش عیسی کو مرے آزار کی

بھر گیا حسرت سے ہر اک زخم کی منہ میں لہو
تیر افگن دیکھکر سرخی ترے سوفار کی

چپ ہوں یوں لگنے ترسے گویا نہیں منہ میں زباں
ہے تماشہ خاموشی میرے لب اظہار کی

دیکھتا ہوں جب کبھی تار شعاع مہر کو
یاد آتی ہے تمہارے طرۂ زردار کی

اپنے فتنوں پر قیامت کو قیامت ناز ہے
اس نے دیکھی ہی نہیں خوبی تری رفتار کی

ہمنے دشمن کے جلانے کے لیے مطلع پڑھا
کوئی دن ہمسے طبیعت پھر گئی تھی یار کی

آنکھ غصہ میں دکھائی اُس ستم آثار کی
عین رنجش میں مجھے دیتی ہے لذت پیار کی

خوبیاں گو کم ہوئیں آئینۂ رخسار کی
سبزۂ خط ہیں ترے تاثیر ہے زنگار کی

دامن دل ٹکڑے ٹکڑے چارہ سازوں کا ہوا
دیکھ صورت ہمارے زخم دامندار کی

حج کعبہ کی بزرگی ہے بجا پر شیخ جی
کوئی دن دیکھو بہاریں خانۂ خمار کی

بند دروازے کئے سکان ہفت افلاک نے
اسقدر دہشت ہوئی میری آہ آتشبار کی

سامنے آ مہر داغ یاس کے میرے کہ تا
ہو چمک دونی ترے آئینۂ رخسار کی

ایک یوسف پر ہوا ہی راہ میں سودا مجھے
میری وحشت بھی ہوئی گویا جنس اک بازار کی

اشک خوں بھر آئے جسدم چشم پر نم میں مری
سرخی یاد آئی کسی کی نرگس میخوار کی

ایک جام مے کی خاطر ہاتھ سے اک رند کے
آج بگڑی بات ہی تھی زاہد دیندار کی

ہاتھ ہی [illegible] کیا کیا کوے جاناں میں گئے
بن گیا مژگاں میں چشم روزن دیوار کی

پاؤں پر رکھکر عدو کے ہمنے سر کٹوا دیا
بار دیکھے جبکہ اے قاتل تری تلوار کی

ہجر میں گریہ بھی وحشت کا اشارہ ہے مجھے
اشک شکل آبلہ مژگاں ہے صورت خار کی

ابر اٹھا دیکھ لے کعبہ کی جانب محتسب
خوب سنتا ہے خدا رندان بادہ خوار کی

یہ بھی کیا محو نظارہ ہے جو میری طرح سے
رہتی ہیں آنکھیں کھلی ہر روزن دیوار کی

اے اجل آ تا لبوں تک ضعف سے ہو کسکو شتاق
ہے بہت زنار شکل میری جان زار کی

اس سے پوچھو گئے تو بوسے کا تمہارے ساتھ یہ
لیکے چتون نے سیکھی ہے روش کھکار کی

تھم گئے لب پر کلام شوق اگر شرم سے
چھپ نہیں سکتیں شب مجھ سے نگاہیں یار کی

دو تو عالم کو ڈبویا اس نے اے طوفان نوح
ہمسری مشکل ہے میری چشم دریا بار کی

عشق کے پردے میں چھپا آئی جب جلوے کی تاب
دیکھو ہشیاری تم اپنے طالب دیدار کی

دام لونگا حضرت یوسف سے میں تار نگاہ
ایک کافر کے لئے تجویز ہے زنار کی

کچھ اڑا دی کچھ کرا دی کچھ ہلا دی بعد مرگ
کیا ہمارے خاک کی ظالم نے مٹی خوار کی

گرم گو ایسا ہوں میں آتش کے اڑ جائیں دھوئیں
دیکھے وہ ظاہر اگر گرمی مرے اشعار کی

تجھے ہم سے تنفر اے صنم ہے
یہ آفت ہی قیامت ہی ستم ہے

خدا بھی مہرباں ہوتا چلا ہے
کیا اس بت نے جو ہم پر کرم ہے

نہ جا بر سے مرے مڑ جاؤ نگاہیں
تجھے ظالم مرے سر کی قسم ہے

تو کتنی ہی جفائیں کر ولیکن
پھروں گا دم ترا گر دم میں دم ہے

وفاداری پہ ہیں اتنی جفائیں
کرم کے بدلے وہ کرتا ستم ہے

عدو کو ساتھ لائے گھر میں میرے
یہ پردے میں کرم کے اک ستم ہے

تجھے دل پھینک دوں گا بر سے اپنی
کہ آیا ناک میں اب تجھ سے دم ہے

تو صورت کو دکھا دے اور نہ بولے
یہ کیا آفت ہے یہ کیسا ستم ہے

گل نرگس پہ شبنم دیکھتا ہوں
تری فرقت میں جب سے چشم نم ہے

لکھا تھا میں نے نامہ اسکو ظاہر
کیا ظالم نے سر میرا قلم ہے

ڈرا ہی تجھ سے تصور میں شب جو آ ٹھیری
طبیعت اپنی نہ تا صبح دلربا ٹھیری

گھٹا ہی جاتا ہوں مانند برق میں ہر دم
شب فراق نہ ٹھیری کوئی بلا ٹھیری

ملے ہیں درہم داغ فراق حسرت و یاس
ہمارے حق میں جفا تیری کیمیا ٹھیری

پیوں شراب نہ ہرگز وصال شیریں کی
کہ خون دل تری فرقت میں ہے غذا ٹھیری

لبوں کو آپکے آب حیات کہتے ہیں
تمہارا بوسہ مرے درد کی دوا ٹھیری

نہ کعبہ خوش مجھے آتا ہے اور نہ بت خانہ
جو کوئے یار ہی مسکن کی اپنے جا ٹھیری

شب وصال ہیں کیا ہاتھ پاؤں باندھی ہیں
مری شفیقہ و مونس تری حنا ٹھیری

لبوں پہ دم ہے خدا کے لئے ذرا بولو
ہماری جان چلی آپکی ادا ٹھیری

ملو جو تم تو نہ جاں ترک کروں عزیز کبھی
مجھے یہ جاں حزیں تم سے کیا سوا ٹھیری

کبھی نہ ہوگا بجز مرگ اپنا چھٹکارا
ترے مریض محبت کی یہ شفا ٹھیری

جہاں کیونکہ نہ اندھیر ہووے ظاہر کو
کبھی نہ وصل کی شب تجھ سے دلربا ٹھیری

جسمیں بجھنے کی نہیں آس وہ الفت کیا ہے
ایک ہی دن کی ملاقات میں لذت کیا ہے

دم لبوں پہ ہے مرا اور نہیں پوچھتا تو
نہیں معلوم تجھے مجھ سے عداوت کیا ہے

سنکے احوال مرا اوسنے نہ اول تو وہ کچھ
اور جو بولے بھی تو بولے پس مت کیا ہے

راہ چلتے کو بھی دیتا ہے کوئی دل اپنا
تجھ سے امید مجھے آئینہ طلعت کیا ہے

طلب بوسہ پہ ہو جاتی ہیں نیچی آنکھیں
میں سمجھتا نہیں صاحب یہ اشارت کیا ہے

آئے برسوں میں یہاں اور نہ ٹھیرے دم بھر
میرے بچنے کی مری جان یہ صورت کیا ہے

وعدہ وصل پہ قایم نہیں مری جاں کل تک
نیم بوسہ پہ نہیں آج یہ خصلت کیا ہے

بھینا بھینا ہے عجب رنگ ہیں تیرے قربان
سلونے رنگ سے بہتر کوئی رنگت کیا ہے

گالیاں جھڑکیاں جو چاہو سو دیلو جب
دل دیا تم سے ستمگر کو تو حرمت کیا ہے

دیکھکر مجھکو لگا لیتا ہے در کی کنڈی
مجھ سے کہتا ہے کہو آپ میں جرأت کیا ہے

لیلیا بوسہ جو باتوں میں بھلا کر اُسکا
بولے دیکھے کوئی ظاہر کی شرارت کیا ہے

نہ وصل سے اُنہیں انکار نے قرار رہے
کچھ اضطراب رہے کچھ نہیں قرار رہے

مزا نہیں جو ہمیشہ وصال یار رہے
ذرا تو چاشنیٔ درد انتظار رہے

مثال صبح ملے ایک مہر طلعت روز
تمام عمر اگر جیب تار تار رہے

رقیب کا کسی پہلو نہ چین ہو یا رب
مثال گوہر غلطاں وہ بیقرار رہے

خبر نہیں اُنہیں کس بات کی مذلت تھی
کہ جب ملے وہ مرے آگے شرمسار رہے

نکالو وزہیٔ بوسہ کے نام سے نامہ
کہ بندہ نام نکلنے میں نامدار رہے

ترے وصال کا اسطرح منتظر ہوں میں
اجل کا شمع میں جیسے کہ انتظار رہے

مئے دو سالہ کو پیکر میں کیا کروں ساقی
وہ مے پلا کہ دم مرگ تک خمار رہے

نہ دشمنوں کے لئے دوستوں سے پیچ رکھو
کرو وہ بات کہ دشمن بھی دوستدار رہے

ہمارے گھر میں کبھی وہ رہے نہ تھے دو دن
جو ہمنے باندھ دیا آنسوؤں کا تار رہے

چڑھائے گل جو نہ کوئی پس فنا ظاہر
تو گل ہمارا چراغ سر مزار رہے

میری الفت کا بیاں تجھسے ستم ایجاد ہے
شکل بھولی ہے مری پر آشنائی یاد ہے

کیا بٹھاؤں چشم طوفاں بار سے
گنبد گردوں دوں تعمیر بے بنیاد ہے

بحر غم میں آشناؤں کو ڈبونا جان کر
آشنائی یہ جہاں میں آپ سے ایجاد ہے

شکل پر ہر ایک کے ویرانی برستی ہے یہاں
مجھکو حیرت ہے کہ دنیا کس طرح آباد ہے

فصل گل کے ساتھ جتنی بلبلیں تھیں اڑ گئیں
بیٹھا ہے بیکار جس گلزار میں صیاد ہے

لب تمہارے خشک مثل ساحل کو تشنہ میں پڑا ہوں
حشر میں کیا کوئی کشتہ مائل فریاد ہے

آپکے چشم سخن گو سے وہ روکش کیونکر ہو
یہ گل نرگس تو اے گل کور مادر زاد ہے

سیر گلشن کیا کہ ہم سر تک اُٹھا سکتے نہیں
اپنے ہی دل کی گرفتاری ہمیں صیاد ہے

مجھسے پوچھیں تو کہوں شیخ و برہمن سے یہ بات
مذہب حق وہ ہی جو ہر قید سے آزاد ہے

اسکی سی غنچہ لبی کہاں اس لعل لب نے ترکیب میں
میں یہ کس منہ سے کہوں قد آپکا شمشاد ہے

کیوں قریب بیت ابرو آپکی آنکھوں کو ہو
پاس ہر مصرعہ کے خالی نے کیا اک صاد ہے

پاس ہوکر بد مزاجی اُٹھ نہیں سکتی تری
ظاہرا جو شاد ہے وہ ہی بہت ناشاد ہے

لفظ قد قامت جو زاہد کہتے ہیں وقت نماز
دیکھا قامت آپکا ہی غیرت شمشاد ہے

جامۂ عریاں ہی ہووے کیوں نہ زینت جسم کی
یہ سراپا مجکو شاہ عشق کی مداد ہے

شیخ صاحب خالی از حکمت نہیں فعل حکیم
ہے بجا اے قبلہ جو کچھ آپکا ارشاد ہے

دیکھئے انصاف سے تو میں بھی کچھ مجرم نہیں
بت پرستی مجھسے دنیا میں نہیں بیجا ہے

مل گیا اس سے کسی سے جو کبھی ملتا نہ تھا
سچ ہے ظاہر اپنے فن کا تو بڑا اُستاد ہے

تجھے دیر جب اے اثر ہو گئی
خجالت دعائے سحر ہو گئی

ہوا تیری سختی سے ہشیار میں
وہ ٹھوکر مجھے فتنہ گر ہو گئی

نہ تم آئے وعدہ پہ اپنے تو شب
مجھے دود آہ جگر ہو گئی

کبھی اس نے جھانکا تھا چرخ سے یہاں
نظر اپنی زنجیر در ہو گئی

پیا آب حیوان شمشیر یار
مری تشنگی بھی خضر ہو گئی

نہ چھوڑی ہیں مرگ بھی بیر جاں
رہ مرگ بھی پر خطر ہو گئی

مری جان جاتی نہیں ہجر میں
مگر موج آب خضر ہو گئی

تری چشم کا نور ہے آفتاب
کہ پوشیدہ اسمیں سحر ہو گئی

کھچے گا وہ ظاہر کہ بڑھ جائے شوق
اُسے عشق کی گر خبر ہو گئی

کیوں نہ آوارہ پھریں غمزدگان دہلی
کہ ہے عنقا کے نشیمن ہیں نشان دہلی

جھولیاں کیوں نہ بھریں مدعیان دہلی
کہ عجب طرح کی زرخیز ہے کان دہلی

بارِ منت سے بھلا کس کا نہیں سر نیچا
کس کے سر پہ نہیں احسان شہان دہلی

کوئی ظاہر ہیں نہ تھا اسکی خرابی کا سبب
اپنے اعمال ہوئے آفت جان دہلی

کس قرینہ سے تھی آراستہ ہر جنس کی چیز
چیستاں تھی گویا کہ دوکان دہلی

صبح پیری کی ہے کافور سے اسکو نسبت
گل سے رخسار جو رکھتے تھے جوان دہلی

ق

رشک طوبا قدِ دلجو رخِ انور خورشید
ماہ نو تھا خم ابروے بتان دہلی

بند ہو جاتے ہیں شیرینیٔ الفاظ سے لب
کیا زباں کھول سکیں مدعیان دہلی

میرے نزدیک تو جب داد فصاحت کی ملے
دہن اللہ کا ہو اور زبان دہلی

نظر آتی نہیں صورت کوئی آسایش کی
پنجۂ مرگ ہیں ہے جان کسان دہلی

اک فلک اور بنا اپنے ستانے کے لئے
جب اُٹھا دل سے مرے دود فغان دہلی

ایسی تصویر بتوں کو جو بگاڑا اے چرخ
کیا دلِ عاشقِ شیدا تھی مکان دہلی

گہہ ادھر گاہ اُدھر پھرتے ہو ظاہر دن بھر
بن گئے سایۂ دیوار مکان دہلی

قصیدہ بصفت رای ہرگوبند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر بلبھ گڑھ ضلع دہلی

رکھے نہ کیونکہ ترا وصف اپنی ورد زباں
کہ ہی ستایش والد سے کامیاب جہاں

خدا ہو حافظ و ناصر ترا بطفیل جہاں
کہ حسن نظم سے تیرے ہے انتظام جہاں

رہے تو سایہ و امان رحمت حق میں
کہ فرق خلق خدا پر ہے تیرا دست اماں

وہاں دبیر فلک عقل کل کو دخل نہ ہو
جہاں ہو فہم و فراست کا تیری ذکر بیاں

وہ رتبہ تجکو ہے حاصل کہ جسکی شوکت سے
عدو ہیں سب تری پامال دوست ہیں خنداں

شجاع عصر و جوانمرد دیکھ کر تجھ کو
عروس دم ہے یہ آگے ترے نیاز کناں

تمہاری فرط عطا پاتی سنکے اے جواد
ہوا ہے حاتم طائی بھی زیر خاک نہاں

ترا سحاب کرم جسطرح ہے گوہر بار
کبھی جہاں میں برسا نہ اسطرح نیساں

ق

کہ صرف اُس سے وہاں صدف ہے پر گوہر
ہے اس سے غرق جواہر تمام ہندوستاں

علم ہو رزم میں گر تیری تیغ خوں آشام
نہاں ہو زیر سپر ڈر کے رستم دوراں

شمیم خلق سے تیرے وہ مشک بار انام
کہ لپٹیں لیتی ہیں جس سے تمام کون و مکاں

کیا ہے صاف وہ انصاف نے ترے عالم
ہوئی ہے گرد خصومت جہاں سے پراں

کروں میں اشہب چالاک کا ترے کیا وصف
سوار اُسکا رہے تو سدا بعظمت و شان

ق

وہ تیز گام ہے ایسا کہ اسپہ بیٹھ کے تو
کبھی کہے زہن پاک سے جو اپنے ہاں

زباں سے ہی تری نکلی نہ نکلی منہ سے الف
کہ جہان ڈالے بس تنہے ہی ہیں دونو جہاں

کیا ہے مدح کو ظاہر نے اب دعا پر ختم
تو کامیاب رہے جب تلک ہے نظم جہاں

سہرہ شادی بلند اقبال پیارے لال زاد عمرہ و قدرہ

کیوں نہ ہو نام خدا تجکو یہہ زیبا سہرا
پیارا پیارا ہے تو اور ہے ترا پیارا سہرا

غیرت بدر ہے نوشاہ کا روئے پر نور
اور ہے رشک دہ عقد ثریا سہرا

ترے رخ کی طرف اتنا ہی نگاہوں کا ہجوم
دو سرا اور بنا تار نظر کا سہرا

دست مژگاں سے بلائیں تری ہر چشم نے لیں
رخ روشن سے جو ہیں تو نے اٹھایا سہرا

نظر بد کی حفاظت کے لئے مثل نقاب
گل عارض پہ ترے رہتا ہے چھایا سہرا

یہ تمنا ہے کہ گھیرے تجھے سر سے پا تک
تیرے قدموں کی طرف کو ہی جو جھکتا سہرا

گل جنت کروں ہاتھوں پہ تصدق اسکے
جس نے اے نور بصر تیرا بنایا سہرا

اپنے جامہ میں سماتا نہیں جوں نکہت گل
دل میں پھولا ہے خوشی سے مرے اتنا سہرا

سجدۂ شکر ادا کرتا ہے ظاہر کہ اسے
تجھسے فرزند کا خالق نے دکھایا سہرا

قطعۂ شرف ملازمت رائے بنسی لال صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر دہلی

ڈپٹی صاحب کی ہوا خدمت میں جب میں باریاب
ہو گیا میں دولت دیدار سے اُن کے نہال

سایۂ دولت سے انکے ہی جہاں میں روشنی
مہر عالمتاب ہے انکا جمال باکمال

دی دعا ظاہر نے یہ انسے ملاقی جب ہوا
تو ہے قایم باین شوکت باین جاہ و جلال

مثل ماہ نو ترقی دن بدن ہووے تجھے
دشمنوں کو بدر کی مانند ہو ہر دم زوال

یک صد و سی سال دنیا پر رکھے خالق تجھے
ایک ایک ساعت ہو ہر ایک سال کا دو لاکھ سال

پہلے امید ہی امید میں رکھا مجکو
پھر بلایا کبھی باد اور یوہیں پھیرا مجکو

کونسی بات کا ہو یار بھروسا مجکو
ہائے گھر میں نہ بلایا نہ بلایا مجکو

آج بھی آپنے وعدے ہی پہ ٹالا مجکو

کونسا اوج تھا اور کونسا رتبا مجکو
درہم داغ سوا اور ملا کیا مجکو
کس لئے خاک میں یوں اسنے ملایا مجکو
گر گرانا ہی اسے مد نظر تھا مجکو

تو فلک یار کے قدموں پہ گرایا مجکو

واہ کیا خوب گذرتی ہے تمہاری اوقات
شہر میں پھرتے ہو غیروں کے دیئے ہاتھ میں ہاتھ
ان سے یہ بات کہ آتی نہیں جنکو کوئی بات
کور بہتر کہ نہ دیکھیں تمہیں اغیار کے ساتھ

رنج دکھلاتے ہیں کیا دیدۂ بینا مجکو

شوق تھا دشت نوردی کا جب ای عہد شکن
چوم لیتے تھے قدم آکے غزالان ختن
اثر وحشت دل ہے وہی بعد مردن
مری مٹی سے کلاوے بناتی ہیں ہرن

جانتے ہیں تری آنکھوں کا یہ کشتہ مجکو

چشم پر آب مرے واسطے اک عالم ہے
دوست سنتے ہیں فقط یوں کہ نہایت غم ہے
یک صاحب کی روکاوٹ کا وہی عالم ہے
حالت نزع ہے مرتا ہوں لبوں پر دم ہے

آپ سے دوست نے اسوقت ہیں چھوڑا مجکو

ناز بردار توانائی میں تھا یہ دل ریش
آتش رشک سے جلتے تھے سبھی بد اندیش
رات دن رہتا ہے ہر بات کا مجکو پس و پیش
کام آتا تری زنار کے اے کافر کیش

لاغری نے تو رشتہ بھی بنایا مجکو

دوست کہتے ہیں کہ کچھ بھی نہ محبت کیجے
چل کے اس شوخ سے اظہار محبت کیجے
میں یہ کہتا ہوں کہ کس آس پہ ہمت کیجے
کیونکہ اس سے طلب بوسہ پہ جرأت کیجے

منہ لگاتا نہیں ظالم کبھی اتنا مجکو

کی نہ اس غمزۂ غماز نے کیا غمازی
آگ کیا کیا نہ تبسم نے ترے برسائی
اور تو قطع نظر دیکھ تو انکی خوبی
یہ گرلتے ہیں مرے مزرعۂ دل پہ بجلی
چشم فتاں کا تری ہے یہ اشارا مجکو

نہ مغرور نہ معجب ہے نہ اسکو نخوت
نہ کسی غیر نہ غماز سے اسکو رغبت
اس سبب سے ہی ملاقات میں بے دم صحبت
اپنی آرایشوں سے اسکو نہیں ہی فرصت
گھر میں کسوقت بلائے وہ خودآرا مجکو

کیا کہوں شوق میں حالت ہوئی کیا کیا میری
تو نے پوچھی نہ خبر آنکے اصلا میری
پاس کچھ بھی نہ کیا دل شکنی کا میری
ایک بھی تجھسے بر آئی نہ تمنا میری
تا دم مرگ رہیگی یہہ تمنا مجکو

تم گلہ کرتے ہو آتے نہیں گر گھر ہی قریب
حکم ہو دے تو کہے خدمت عالی میں غریب
بات تنہائی میں ہوتی نہیں بندہ کو نصیب
آؤں کسوقت کہ گھیرے تمہیں رہتے ہیں رقیب
وقت فرصت نہیں معلوم تمہارا مجکو

وہاں گئے وہ کہ جہاں جانکا بچنا ہی محال
میں گیا ڈھونڈنے انکو تو دیا مجکو نکال
لوگ کچھ اور پریشاں اور ٹھی ٹھنگ اٹھ رہی چال
پوچھتا حضرت طاہر کا میں کس سے احوال
نہ ملا کوئی وہاں اپنا شناسا مجکو

چمن تاریخ

۱۲۴۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد نعت کے یہ احقر العباد رام پرشاد دہلوی ظاہر تخلص حال مجسٹریٹ اول
ضلع گردگوالیار عرض پرداز ہے کہ ۱۲۴۰؁ ہجری میں نسخہ تذکرۃ النسا مولفہ
سراپا انحاد جناب منشی درگا پرشاد صاحب دہلوی نادر تخلص مطالعہ کر رہا تھا
اُس میں لکھا ہے کہ صنعت نادر میں تاریخ لکھنا بہت ہی مشکل ہے مومن خاں
صاحب مومن و مظفر خانصاحب کرم نے ایک ایک تاریخ لکھی اور رجبیا صاحب
نے پچیس اس صنعت میں تحریر کیں احقر نے اُسی وقت طبع آزمائی کی بفضل ایزد برحق
اُسی وقت تاریخی نام اسکا چمن تاریخ کہ ہم اسم ہم مادہ تاریخ ہی ہاتھ آیا اور تاریخیں
لکھنی شروع کیں اب شعرائے نامی و موزخان گرامی سے امید ہے کہ اگر کسی جا غلطی
واقع ہوئی ہو تو معاف فرماکر مورد طعن نہ فرمائیں ؎

	حساب حروف صنعت نادر اس طرح پر ہے	

ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ی
یک	دو	سہ	چہار	پنج	شش	ہفت	ہشت	نہہ	دہ
۳۰	۱۰	۶۵	۳۰۹	۵۵	۶۰۰	۴۸۵	۷۰۵	۵۵	۹
ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر
بست	سے	چہل	پنجاہ	شصت	ہفتاد	ہشتاد	نود	صد	دوصد
۴۶۲	۶۰	۳۸	۶۱	۷۹۰	۴۹۰	۶۱۰	۶۰	۹۴	۱۰۴
ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ		
سہ صد	چہار صد	پنج صد	شش صد	ہفت صد	ہشت صد	نہہ صد	ہزار		
۱۵۹	۳۰۳	۱۴۹	۶۹۴	۵۶۹	۶۹۹	۱۴۹	۲۱۳		

تاریخ وفات حکیم بوعلی سینا ۳۷۳

بوعلی سینا موجد حکمت
در صنع نادرہ سروش غیب

شد ز دنیا بجانب جنت
ہائے دل گفتہ شد سن رحلت

تاریخ وفات مولوی نظامی ۵۹۲

نظامی شدہ شاعر بے نظیر
سروش بگفتہ بنا در صنع

ز ملک فنائے بملک جہاں
جلیل بشر سال رحلت بدان

تاریخ وفات اوحد الدین خاقانی ۵۹۲

چو آں شاعرِ بیمثال جہاں	پئے دید خلد ز دنیا برفت
بنا در صنع سال ترحیل او	بجاے شدہ ہاتفِ غیب گفت

تاریخ وفات فخر الدین رازی ۶۰۶

رفتہ رازی چو جانب جنت	سنِ رحلت رقم بکن ظاہر
سال او ہاتفی بمن فرمود	لفظ اکبر بصنعت نادر

تاریخ وفات محمود غزنوی ۶۰۷

غزنوئے کہ نام محمود است	شد ز دنیا بجنت نادر
سال رحلت بمن خرد فرمود	آہ درد بصنعتِ نادر

تاریخ وفات مولانا شمس تبریز ۶۴۴

شمس تبریز شاعر والا	شد ز دنیا بجنتِ حوراں
در صنع نادرہ سروش غیب	با کرم گفت سال رحلتِ آں

تاریخ وفات حضرت مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی ۶۹۰

از جہاں رفتہ محبت بے نظیر	سعدیٔ بیمثل شاعر متقی
چوں بنادر صنعتِ جستم سال	ایں الم ہیہات گفتہ ہاتفی

تاریخ وفات بدر چاچی ۷۲۵

بدر چاچی شاعر شیرین کلام	از جہاں جانب جنت چو رفت
چوں بنا در صنعت جستیم حال	تاریخ آں نادر سروش غیب گفت

تاریخ وفات شمس الدین حافظ شیرازی ۷۹۱

آنکہ شمس الدین حافظ بے نظیر	شد ز دنیا جانب ملکِ بقا
از سروش غیب در نادر صنع	پاک دل از روے بسمل شد ندا

تاریخ وفات مولانا جامی ۸۹۹

واے مولانا جامی نادر	شد ز دنیا بصد جلال و کمال
آں سروش بصنعت نادر	بحسن آہ گفت سالِ وصال

تاریخ وفات حضرت ہلالی ۹۳۶

ہلالی شاعر بے مثل و نامی	بجنت آں بشد از حکم احکم
سروش غیب داں سال رحلت	بنا در صنعتِ گفتہ مسلم

تاریخ وفات محمد غوث گوالیاری رح ۹۷۰

چوں محمد غوث عالی مرتبہ	از جہاں جانب خلد برفت
سال رحلت آں بصنع نادرہ	آہ پر فن واں سروش غیب گفت

تاریخ وفات ملا طاری ۹۸۲

مُلّا طاری سخنور کامل سالِ رحلت بصنعت نادر	سوئے خلد بریں چو او رفتہ اہل دانش شدہ و خرد گفتہ

تاریخ وفات عرفی ۹۹۹

چو عرفی شاعر بے مثل و نامی بنادر صنعت سال وفاتش	بجنت بے شبہہ رفتہ بصد زیب بنظم دیباجہ گفتہ ہاتفِ غیب

تاریخ وفات ابوالفیض فیضی ۱۰۰۴

چوں ابوالفیض صاحب تقدیر در صنع نادرہ سروش گفت	شدز دنیا بشوکت و توقیر لفظ نادر بداں بروے وزیر

تاریخ جنت نشینی حضرت اکبر شاہ بادشاہ ۱۰۱۴

شہنشاہ زماں والا مناقب بنادر صنعتِ شانش بظاہر	بخلد پاک از دنیا برفتہ فغانِ غیب داں از ما بگفتہ

تاریخ وفات عرشی ۱۰۹۱

چو عرشی تخلص بصد کر و فر بنادر صنع ہاتفِ غیب گفت	برفتہ ز دنیا بخلد جناں غم با صفا سال ترحیل آں

تاریخ وفات میرزا بیدل ۱۱۳۳

شاعرِ بے مثل عالی منزلت | شد ز دنیا جانبِ ملکِ جناں
ہاتفی گفتہ بصنعِ نادرہ | میرزا بیدل بجا ہے سالِ آں

تاریخ وفات میر محمد ثابت ۱۱۴۱

شاعرِ بے نظیر ثابت بود | سالِ رحلت بصنعتِ نادر
از جہاں بجنت رفتہ | قیصرِ شاعراں خرد گفتہ

تاریخ وفات احمد یار خاں یکتا ۱۱۴۷

شاعرِ بے نظیر یکتا بود۔ | پئے خلدِ بریں قصد نمود
سالِ رحلت بصنعتِ نادر | آہ فریاد ہاتفی فرمود

تاریخ وفات محمد حسین شہرت ۱۱۴۹

چوں محمد حسین شہرت بود | از سرِ وش بصنعتِ نادر
از جہاں شدہ بملکِ بقا | پاکدل شد بمن رسید ندا

تاریخ علی حزیں: ۱۱۸۰

حزیں شاعرِ جلیلہ با مراتب | ز دماے بہشت دید لا ریب
بسن ترحیل او در صنعِ نادر | فہیم دہر گفتہ ہاتفِ غیب

تاریخ وفات میر تقی ۱۲۲۵

چو میر تقی شاعر بے بدل — برفتہ بعظمت بخلد جناں
بنادر صنع ہاتف غیب داں — تقی بود گفتہ سن و سال آں

تاریخ وفات غلام علی راسخ ۱۱۳۸

واے نادر تخلص راسخ — پئے دیدار جنت رفتہ
سن رحلت بصنعت نادر — آہ والا شدہ خرد گفتہ

تاریخ وفات محمد بخش مہجور ۱۱۴۰

آنکہ مہجور شاعر بے مثل — پئے دیدار خلد قصد نمود
سن وصلش بصنعت نادر — از جہاں آں شدہ خرد فرمود

ایضاً ۱۲۴۰

مہجور تخلص و عقیلہ — در خلد نعیم و پاک رفتہ
در صنعت نادرہ زہاتف — مہجور بشد ندا رسیدا

تاریخ وفات الٰہی بخش معشوق ۱۲۴۱

شاعر ذی وقار و نامی بود — سوے خلد بریں قصد نمود
سال رحلت بصنعت نادر — بشدہ ذی ہنر خرد فرمود

تاریخ وفات الٰہی بخش معروف ۱۲۴۲

واے معروف نام ور ناسمے — زیں جہاں بجنتِ چوں رفت
سال رحلت بصنعت نادر — لفظ ذی عقل غیب داں گفت

تاریخ وفات امام بخش ناسخ

تخلص ناسخ وشاعر جلیلہ — بخلد پاک از دنیا برفتہ
سن رحلت بنادر صنعت آں — بجاہ از جہاں شد غیب گفتہ

تاریخ وفات فخر الدین حشمت ۱۲۶۷

فخر دین تخلص حشمت — جانب خلد بے شبہہ رفتہ
آں سروس بصنعت نادر — آہ اہل کرم شدہ گفتہ

تاریخ وفات حکیم مومن دہلوی ۱۲۶۸

شاعر بے نظیر و مومن نام — از جہاں بجنتِ چوں رفت
ہاتفی بصنعتِ نادر — اہل الفت سن وصال گفت

تاریخ شادی برادر عزیز بلونت کشور جی ۱۸۴۹

بساعت نیک در سال مسیحی — مسرت شادی بلونت افزود
بنادر صنعتِ ہاتف سن او — زہے شادی مبارک باد فرمود

تاریخ وفات شیخ ابراہیم ذوق دہلوی ۱۲۷۱

ذوق شاعر نامور نازک خیال — از جہاں جانب جنت برفت
سال رحلت آں بصنع نادرہ — آیِ مہیم شد سروش غیب گفت

تاریخ وفات خواجہ سلطان تخلص سلطان ۱۲۷۲

خواجہ سلطان صاحب شوکت بشد — زیں جہاں جانب ملکِ جناں

سال رحلت او بصنع نادرہ ۔۔۔ اہل رفت آمد ندا از غیب داں

تاریخ وفات اشرف علیخاں مست ۱۲۷۴

چو مست است شاعر عقیل و حلیم ۔۔۔ بشد از جہاں بملک جناں
بنادر صنع ہاتف غیب گفت ۔۔۔ دریغ و الم سال رحلت بداں

تاریخ وفات حافظ رشید وحشت تخلص ۱۲۷۴

شاعر عمدہ خصال و پاک دل ۔۔۔ شد ز دنیائے بصد جاہ و صفات
گفتہ سال و سن ترحیل آں ۔۔۔ آہ سنجیدہ بصنع نادرات

تاریخ شہادت مولانا امام بخش صاحب صہبائی ۱۲۷۴

گرامی مرتبہ استاد شعرا ۔۔۔ بدست ظالماں مقتول گشتند
سروش و ہاتفی در صنع نادر ۔۔۔ الم بخشیدہ سال وصل گفتند

تاریخ ولادت برخوردار سردار سنگھ ۱۹۰۸

ہوا پیدا مرے ہمشیرہ زادہ ۔۔۔ بصد زینت بصد فرحت بصد زیب
بنادر صنعت سمت میں تاریخ ۔۔۔ مبارک ہووے بولا ہاتف غیب

تاریخ وفات فرزند علی مسلم تخلص ۱۲۷۶

شاعر بے نظیر و نامی بود ۔۔۔ شد ز ملک فنا بکوئے جناں
گفتہ ہاتف بصنعت نادر ۔۔۔ لفظ فکر سست سال رحلت آں

تاریخ ولادت برخوردار پیارے لال ۱۹۱۰

چوں تولد بسال بکرمی ۔۔۔ نور دیدہ پاک صورت مہ لقا
ہاتفی گفتہ سن پیدائشش ۔۔۔ خورمی دیدم بصنع نادرا

تاریخ پیدائش پسر نجانه میر الفت علی دہلوی ۱۸۵۵ء

داد خالق نور دیدہ میر را ۔۔۔ در ہمایوں ساعت نیکو زماں
در سن عیسی بصنع نادره ۔۔۔ موجب راحت بگفتم سال آں

تاریخ انتقال پر ملال جنابہ والدہ ماجدہ صاحبہ ۱۹۱۲

بسن بکرمی والدہ صاحبہ ۔۔۔ ز دنیا ببالائے کیلاش رفت
پئے یاد در صنعت نادره ۔۔۔ دریغ و الم واے ہاتف بگفت

تاریخ انتقال جناب عموی لالہ بنجے سنگھ صاحب ۱۹۱۴

جناب قبلہ و کعبہ خداوند ۔۔۔ ز دنیا جانب کیلاش رفتہ
بنادر صنعت در سال بکرم ۔۔۔ ز جان آں برفتہ غیب گفتہ

تاریخ رونق افروزی جناب فیضمآب شاہ بند برنگون ۱۹۱۴

آں صاحب تحمل و حیا از دہلی شدہ باد رد و غم ۔۔۔ بہر یاد آں بسمت بکرمی از عقل و ہاتف خواستم
شد بے سر و پا از غمش بنگر بصنع نادره ۔۔۔ عقل و حیا و فیض و وفا جاہ و حشم فضل و کرم

ایضاً ۱۸۵۸ء

شاہ عالی قدر در سال مسیح ۔۔۔ شد برنگون بحال بے بسی
سال رونق او بصنع نادره ۔۔۔ تاج دہلی رفت گفتہ ہاتفی

تاریخ ولادت برخوردار چندو لال ۱۲۷۵

چوں بیوم سعد و سال نیک تر ۔۔۔ نور چشم آمد بحال خرمی
در صنع نادر بظاہر دہلوی ۔۔۔ با مسرت سال گفتہ ہاتفی

تاریخ ولادت فرزند نجانه برادر عزیز بلونت کستورچی ۱۸۵۹

بسال عیسوی یوم مبارک | بچشم مهر پرور نور افروز
بنادر صنعت سالِ ولادت | شدم خوش ہاتفی غیبی بفرمود

تاریخ جنت نشینی حضرت شاہ ہند ۱۲۷۹

شاعرِ عمده کلام ذی وقار | رونق داده بجنت باصفات
سالِ او گفته سروشِ غیب داں | دیده شد جنت بصنع نادرات

تاریخ انتقال مردان خانه ۱۹۲۳

حیف صد حیف محرم رازم | قصد کیلاش زیں جہاں بنمود
در صنع نادره بنکرم سال | حیف صد رنج ہاتفی فرمود۔

ایضاً ۱۹۲۳

محرم راز ما ببکرم سال | سوئے کیلاش زیں جہانِ رفت
در صنع نادره سروشِ غیب | شد بصد فکر ہاتفی گفت

تاریخ وفات مسماة کریا زوجه عبد الکریم رنگریزه ۱۹۲۵

آں کریاؔ زوجهٔ عبد الکریم | جانبِ جنت سده او عصمتی
چوں بنادر صنعت جستیم سال | وائے رنگریزن بگفته ہاتفی

تاریخ وفات حیدر علی تخلص ساقی ۱۲۸۳

چو آں حیدر علی ساقی تخلص | پئے دیدارِ جنت قصد بنمود
بنادر صنعتِ سال وفاتش | دل پرورد شد ہاتف بفرمود

تاریخ وفات مرزا نوشه صاحب عرف غالب ۱۲۸۵

مرزا نوشه تخلصِ غالب | شد ته خاک آں بجاه و جلال

وقت رحلت بصنعت نادر — بود اہل ہنر بگفتم سال

تاریخ جنت نشینی مرزا فیاض الدین صاحب شہزادہ بنارس ۱۲۸۶

چو فیاض زماں حلم تخلص — بجنت پاک از دنیا برفتہ
بنادر صنعت ظاہر سن او — بشد حلم بآہ شال گفتہ

تاریخ وفات نواب مصطفیٰ خانصاحب دہلوی تخلص شیفتہ ۱۲۸۶

مصطفیٰ خانِ عقیل و بے نظیر — از جہانِ جانبِ جنت برفت
سال ترحیلش بصنع نادرہ — بہر محسن شد ہاتفِ غیبی بگفت

تاریخ انتقال برادر عزیز کشن لال ۱۹۲۶

گیا دنیا سے جب عزیز از جان — بولا ہاتف بصد ہزار ملال
صنعت نادرہ و سمت ہیں — لفظ ورد و محن ہیں لکھدی سال

تاریخ وفات شیخ جیون افیونی ۱۹۲۷

شیخ جیون ناتواں افیون خوار — رفتہ در سمت سوئے ملکِ جہاں
گفتہ شد ہاتف بصنع نادرہ — آہ افیونی شدہ سالش بداں

تاریخ انتقال پر ملال جناب قبلہ گاہی صاحب دام ظلہ ۱۹۲

ولے صد ولئے قبلہ و کعبہ — سمت کیلاس اس جہاں سے گئے
صنعتِ نادرہ و سمت ہیں — موت غالب ہوئی یہ سن لکھے

تاریخ وفات محمد افضل۔ راسخ ۱۲۸۴

راسخ بے مثل عمدہ بے نظیر — از جہاں رفتہ سوئے ملک جہاں
ہاتفی در صنعتِ نادر بہن — اہل دل با حلم گفتہ سال آں

تاریخ وفات میرزا رحیم الدین حیا تخلص ۱۲۸۸

چو شاعر بے نظیر و ذی لیاقت	بجنت رفتہ باعزت بشوکت
بنادر صنعتِ ہاتف بظاہر	حیا بازیب گفتہ سال رحلت

تاریخ وفات حکیم احسن خاں دہلوی ۱۲۹۰

اہل دانش حکیم لاثانی -	شد ز دنیا بکوچۂ رضوان
گفت ہاتف بصنعت نادر	آہ حشمت سین وصال آں

تاریخ انتقال واسدیو رامچند صاحب نائب ریاست گوالیار ۱۹۳۲

واسدیو رامچند عادل زماں	زیں جہاں رفت سوئے ملک بقا
در سینِ بکرم بصنع نادرہ	آہ والد رفت گفتہ ہاتفا

تاریخ وفات مولوی علی حسن حسن تخلص ۱۲۹۳

شدہ نازک خیالِ ولاثانی	زیں جہاں بجنت والا -
سال رحلت بصنعت نادر	مرد شیریں کلام دل گفتہ

تاریخ تعمیر چاہ گنیش رائے ۱۹۳۵

ایں چاہ بنا شدہ مصفا -	از صرف زر گنیش رائے
در صنعت نادرہ ز ہاتف	ایں چشمۂ فیض شد ندائے

تاریخ مقتولی پنجابن کسبی بمقام لشکر گوالیار سنہ ۱۸۷

ہوئی مقتول جبکہ پنجابن	گئی دنیا سے سوئے ملک بقا
صنعت نادرہ ہیں اے ظاہر	فکر تاریخ کا جو ہیں نے کیا
عیسوی سال ہیں یہ لکھہ تاریخ	بولا ہاتف دریغ واویلا -

تاریخ وفات محمود خاں بہیضہ ۱۲۹۷

بالحاق مرض ہیضہ بجنت — زدنیا بے تباتے رفتہ محمود
بنادر صنعتِ سالِ وفاتش — بہیضہ شد سنش ہاتف بفرمود

تاریخ وفات حکیم تفضل حسین ۱۹۳

آں تفضل حسین باشوکت — زیں جہاں شد بجانبِ جنت
گفت سالش بصنعت نادر — مُرد حکمت آب درہمت

تاریخ انتقال داہن جی راؤ صاحب ہردیوان ریاست گوالیار ۱۹۳

درسن بکرمی چو داہن راؤ — زیں جہاں سوئے عدم رفتہ
سنِ رحلت بصنعت نادر — وائے عاقل زماں خرد گفتہ

تاریخ انتقال پنڈت بھولا ناتھ داروغہ آبکاری دہلی ۱۹۳۸

وائے بھولا ناتھ عالی مرتبہ — زیں جہاں درسمت بکرم برفت
سال فوت او بصنع نادرہ — آہ از جاں برفتہ غیب گفت

تاریخ ولادت برخوردار جواہر لال ۱۹۳۸

بفضل ایزد برحق نبیرۂ دویم — بسال نیک باایام بہ شد مولود
بنادرہ صنعتِ ہاتفی بکرم سال — نبادا بخت بکرم بمن خرد فرمود

تاریخ انتقال سیٹھ رگھناتھ داس گوالیاری ۱۲۹۸

سیٹھ رگھناتھ داس بارفعت — سوئے ملکِ بقا زجاں رفتہ
سال رحلت بصنعت نادر — وائے جاں دادہ ہاتفی گفتہ

تاریخ ولادت فرزند بخانہ نصر اللہ اہلمد دیوانی لشکر ۱۲۹۸

در زمان نیک از فضل کریم	داد فرزندِ حشم بانصیب
جد جستم در صنعتِ نادر سروش	گفتہ شد آں نور چشم بانصیب

تاریخ وفات حکیم منور بیگ ۱۹۳۹

چو در سال بکرم حکیم عقیل	قضا آمد و شد بسوئے عدم
خرد گفت سالِ بنا در صنع	شدہ جنتی اہل دل باکرم

تاریخ انتقال بابو صاحب لمی جاگیردار گوالیار ۱۹۳۹

چو بابو صاحب نامی گرامی	بکیلاش معلے رفت لاریب
بنا در صنعتِ در سال بکرم	ندا آمد حلیم رفت از غیب

تاریخ ولادت فرزند بخانہ لالہ بنارسی داس صاحب دہلوی ۱۲۹۹

بساعت سعیدہ تولد بشد	زہے نور دیدہ مسرّت نما
چو ظاہر بنا در صنع سال جست	ذکی باد از غیب آمد ندا

تاریخ جنت نشینی مرزا احمد قادر بخش صابر صاحب تذکرہ گلستان سخن ۱۹۴۰

چو اُستاد جہاں والا مناقب	بجنت در سن بکرم برفتہ
بنا در صنعت ظاہر ندائے	بحلم رفت از غیب رسیدہ

تاریخ تعمیر مسجد روڑ پورہ متصل گوالیار ۱۹۴۰

بصرف ہمت وزر شیخ کلو	بسا بہ مسجد تعمیر بنمود
بنا در صنعت در سال بکرم	مصفا مسجد ہاتف بفرمود

تاریخ وفات حکیم ولایت حسین خاں ۱۸۸۳

حکیم بے مثال و ذی مراتب	بعیسی سال از دنیا برفتہ

بنادر صنعت سال وفاتش	بذات پاک آں شد غیب گفتہ

تاریخ انتقال پنڈت اجودھیا پرشاد صاحب وکیل در بارگوالیار مبتلا تخلص ۱۹۴۱

مبتلا عاقل زماں حیف حیف	سائن کیلاش شد والامکاں
خواستم سالش بصنع نادرات	ذہی سعور ہاتف بگفتہ سال آں

ایضاً ۱۹۴۱

منشی بے نظیر در سمت	زیں جہاں سوئے عدم رفتہ
پئے یادش بصنعت نادر	زاری فریاد غم خرد گفتہ

ایضاً ۱۸۸۴ء

وائے صد وائے منشی نادر	بس عیسوی زجاں رفتہ
سال رحلت بصنعت نادر	عاقل و کامل خرد گفتہ

ایضاً ۱۳۰۱

تخلص مبتلا نامی گرامی +	بکیلاش معلّے آں برفتہ
بنادر صنعت ہاتف سن او +	فغاں آمد زروے بیم گفتہ

ایضاً ۱۳۰۱

منشی بیمثل و شاعر نامور	شد بکیلاش معلّے زیں جہاں
در صنع نادر زروے آہ گفت	مبتلا ہیہات شد سالش بداں

تاریخ وفات قادر بخش چپراسی ۱۳۰۰

وائے قادر بخش چپراسی عقیل	اُٹھ گیا دار المحن سے باصفات
صنعت نادر میں یہ تاریخ ہے	نام جو تھا ہے وہی سال وفات

تاریخ تعمیر مسجد بمقام گوالیار ۱۳۰۲

مسجد پاکیزه چون گشته بنا + جهت اسلامان زاہد متقی
بہر یادِ آں بصنع نادره + پاک صاف آمد ندا از ہاتفی

تاریخ ولادت نبیره منشی چہجی لال وکیل دربار کرولی ۱۳۰۳

چوں تولد شد عزیز اقبال مند شد مسرت خانه خانه در جہاں
سال پیدایش بصنع نادره رحمت باری بگفتم سال آں

تاریخ ولادت برخوردار نند لال ۱۳۰۳

مولود شد نبیره ثالث عزیز من در سال نیک تر و بساعت سعیدی
در صنع نادرات سالش بظاہرا بیمثل نور چشم ندا داد ہاتفی

تاریخ ولادت فرزند بخانه کنہیا لال جی ۱۹۴۲

بخانه مشفق صادق بسمت تولد نور دیده شد بجاہے
بنا در صنعتِ از غیب ہاتف مبارک راحت جاں شد ندا ہے

تاریخ وفات حکیم اکبر علی صاحب وکیل دربار گوالیار ۱۸۸۶

رفته والد بجانبِ جنت - وائے صد وائے غایب و حاضر
گفته ہاتف بعیسوی سالش لفظ افزوں بصنعتِ نادر

کتخدائی بلند اقبال ہیرا لال سلمه ۱۸۸۷

چو شادی بلند اقبال گردید - با بام سعید و زینت بہ
بنا در صنعت ہاتف بظاہر بعیسی سال گفته فرحت بہ

ایضاً ۱۳۰۴

گتخدا شد عزیز راحت جاں — در زماں سعد و ساعت نادر
خواستہ ظاہر و سننش ہاتف — خوب گفتہ بصنعتِ نادر

ایضاً ۱۳۰۴ھ

شادیٔ نیک بخت چوں گردید — در زماں نیک و ساعت نادر
سال شادی سروش از ظاہر — عرف گفتہ بصنعتِ نادر

تاریخ انتقال لچھمن راؤ الوکی سر ۱۹۴۳

جو لچھمن راؤ جی نامی گرامی — برائے سیر کیلاشش برفتہ
بنادر صنعت ہاتف بسمت — ز دنیا پاک دل شد سال گفتہ

تاریخ کیلاش باشی شدن جناب فیضماب مہاراجہ صاحب عالیجاہ جیواجی راؤ سیندھیا
بہادر والئے گوالیار ۱۹۴۳

وائے عالیجاہ عادل اہل علم و منبع فیض و کرم — ترک احباب نمود و شد ز دنیا جانب ملک عدم
شد بے سر و پا گفتہ ہاتف در صنع نادر بسمت گرمی — علم و وفا فضل و ہنر جاہ و حشم صبر و کرم

تاریخ پیدائش فرزند بخانہ احسان علی خاں ۱۳۰۴ھ

زاد چوں فرزند در نیکو زماں — شد مسرت خانہ خانہ در جہاں
ہاتفِ غیبی بصنع نادرہ — نور چشم آمد بگفتہ سال آں

پیدائش نبیرہ منشی روشن لال ۱۹۴۳

در زماں سعد و ساعت نادر — شد بسن بکرمی پسر مولود
سال آمد بصنعت نادر — زینت خانداں خرد فرمود

تاریخ ترقی پنڈت پیارے لال صاحب کوتوال بعہدہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس حضور دربار ۱۹۴۳

گرامی مرتبہ عادل زمانہ ۔ | ترقی یافتہ والا بسمت
بنادر صنعت گفتم سن او | بجاہ شد ترقی نیک نیت

۹۴۳ ا تاریخ وفات موتی خاں جمعدار جاگیردار گوالیار بغرقید گی آب بروز عید الفطر

بسن بکرمی آں در بے بہا ۔ | بعہد مبارک چناں غرق شد
بنادر صنع ہاتفی سال گفت | درے نادرہ نذر آب شد

تاریخ انتقال مہادیو جوہری ۱۹۴۳

مہادیو نامی جواہر فروش | بکیلاش رفتہ بایقین
زہاتف بسمت بنادر صنع | گہر سنج مردہ نداشد ہمیں

تاریخ انتقال سیتارام دیچھت گوالیار ۱۳۰۴

واے سیتارام عالی مرتبہ | اس جہاں سے چل بسے با صد صفات
صنعت نادر ہیں یہ تاریخ ہے | نام چوتھا ہے وہی سال وفات

تاریخ کیلاش باشی شدن جنابہ مکرمہ نرندا بائی صاحبہ ۱۹۴۴

واے صد واے نرندا بائی | قصد کیلاش زیں جہاں بنمود
خواستہ ظاہر سن رحلت | بصنع نادر حسرت امود
در سن بکرمی سروش بخرد | آں عقیل حلیم شد فرمود

تاریخ وفات رگھناتھ راؤ صاحب گاڈوی سلحدار ۱۹۴۴

بسمت بکرمی رگھناتھ راؤ | بکیلاش سر خود رافرمود
بنادر صنعت سال وفاتش | بفخر بہ بمرد ہاتف بفرمود

ایضاً ۱۹۴۴

واے رگھنا تھ راؤ صد حسرت … در سن بکرمی ز تن رفته
سال رحلت بصنعتِ نادر … آں برفت از جہاں خرد گفته

تاریخ ولادت نور چشم بخانهٔ عزیز لچھمن نراین ۱۸۸۷ء

بخانه نور چشم نور دیده … بسال عیسوی فرزند مولود
بنادر صنعتِ جستم چو سالش … زہے آں نور دیده دل بفرمود

تاریخ تشریف آوری پنڈت کنہیا لال جی از اجین ۱۳۰۴

کنہیا لال جی نامی گرامی … قدم رنجه بخانهٔ ما بفرمود
بنادر صنعتِ سال ملاقات … شفیق آمده ہاتف بفرمود

تاریخ انتقال تائی صاحبه گنیشی لال جی دہلوی ۱۹۴۴

عقیل و حلیم و بسمت رواں … ز دنیا ببالائے کیلاش رفت
خرد گفت در صنعت نادره … بشد از جہاں پاک دین بگفت

تاریخ انتقال اٹھو باراؤ چوہان افسر حضورات پائگاه گوالیار ۱۸۸۷ء

چو اٹھو با چوہاں نیک نیت … بدربار خدائے گشت حاضر
خرد فرمود سال آں بعیسی … بنادر صنعتِ بوده دلاور

تاریخ انتقال رادھا بائی مدخوله لاله بندرابن داس ۱۹۴۴

رادھا بائی بسمبت بکرم … زیں جہاں شده تبرک وجود
سال رحلت بصنعت نادر … ہر دو نازک طبع خرد فرمود

تاریخ انتقال لچھمن راؤ صاحب افسر شاگرد پیشه گوالیار ۱۹۴۴

واے لچھمن راؤ عالی مرتبه … در سن بکرم ز دنیا چوں شده

از خرد سالش بصنع نادره — از جهان آن برفت آمد ندا

تاریخ ولادت فرزند بخانہ ضیاء الدین خاں ۱۳۰۵

چون بخانہ حضرت والامزاج — شد تولد نور دیدہ بے بہا
سال مولودش بصنع نادرہ — شیر صولت ہاتفی دادہ ندا

تاریخ مسند نشینی قاضی فصیح الدین محمد ۱۹۴۴

قاضی مسند فصیح الدین — زیب مسند شدہ خوش وخرم
سال مسند بصنعت نادر — زیب مسند بآمدہ گفتم

ایضاً ۱۸۸۷ و ۱۳۰۵

فصیح الدین محمد نیک نیت — بشد مسند نشین باجاہ ورفعت
بصنع نادرہ گفتم دو تاریخ — بمسند پاک آمد شیر صولت
۱۸۸۷ ۱۳۰۵

تاریخ ولادت فرزند ارجمند بدولتخانہ پنڈت کیشور اوشنداشیو صاحب صدر امین لشکر گوالیار ۱۸۲۷

بسالِ مسیحی بہ نیکو زمان — خداداد فرزند باعز وشان
بنادر صنع از سروش بظاہر — بیابد ندا زیب آغوش مادر

تاریخ انتقال عزیز جیون لال ۱۳۰۵

عالی رتبہ عزیز جیون لال — سمت کیلاش زین جہان رفت
در صنع نادرہ سروش سال — ہائے ہائے جون بمرد بگفت

تاریخ تشریف آوری بابو مدن گوپال صاحب دہلوی ۱۸۸۷

در سن عیسوی بعظمت وشان — آمدہ نیک خوز انگلستان

سال گفتم بصنعتِ نادر
اہل ذی علم بالیاقت داں

تاریخ شادی نرسنگداس جی ۱۸۸۷

درسن عیسوی بصد زینت
کتخدائے شدند با شوکت

ہاتفی سال در صنع نادر
گفتہ شد شادیئے بلنداختر

تاریخ وفات برخوردار علیجان حیدرآبادی ۱۹۴۴

چو سیدزادہ با حلم و عاقل
ز دنیا شد بجنت پاک و نادر

بنادر صنعتِ ذر سال بکرم
بخلد پاک آں شد گفت ظاہر

تاریخ وفات حکیم احسان علی صاحب نائب دیوان گوالیار ۱۸۸۹

چو احسانِ علی در سال عیسی ـ
پئے دیدار جنت قصد بنمود

بصنع نادرہ ہاتف سن اُو
حکیم بیمثال شد بفرمود

تاریخ کیلاش باشی سردار راجہ گنپت راؤ صاحب کرکی شمشیر جنگ بہادر

کاربادی ریاست گوالیار ۱۹۴۵

دادا کھیٹکی صاحب تقدیر پرستہ حیف
جیل سے دارِ فنا سے جانب ملک عدم

ہوگئے بے پاؤں سرسمت میں نادر صنع میں
عدل و فضل و ہم و فاصبر و حیا شرم و کرم

تاریخ تحریر رسالہ منشی پرشاد صاحب تخلص ناداں ۱۹۴۵

شفیقم کاشتا پرشاد ناداں
بطبع ایں رسالہ قصد کردہ

بنادر صنعتِ ظاہر بسمت
زہے ایں گلشن بازیب گفتہ

انتقال اسیری نواس راؤ صاحب چیف جسٹس گوالیار ۱۹۴۶

نام و چیف جسٹس عادل
ایں جہاں شدہ بملک بقا

در صنع نادرہ بکرم سال ۔۔۔ رفتا عادل سروش داد ندا

تاریخ انتقال سیٹھ آتما رام جی ۱۹۴۶

شفیقم آتما رام بسمت ۔۔۔ برفتہ از جہاں با فخر و شوکت
بنا در صنعت ظاہر سن فوت ۔۔۔ بشد روحش بگفتہ سال رحلت

تاریخ انتقال صاحبزادہ لالہ گیندامل جی خزانچی لاہور بغرق دریائے راوی ۱۹۴

بسمت عزیز جہاں نیک ذات ۔۔۔ ز دنیا ببالائے کیلاش رفت
بنا در صنع سال فوتش خرد ۔۔۔ بدریائے راوی شدہ غرق گفت

ولادت فرزند ارجمند بدولت خانہ رائے بالمکند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اجمیر ۱۹۴۸

بدولت خانہ بے مثل منشی ۔۔۔ بسمت بکرمی فرزند زادہ
بنا در صنعت ہاتف سن او ۔۔۔ مبارک نور چشم آمد بگفتہ

ولادت فرزند بخانہ لالہ گیا پرشاد ۱۸۹۱

بخانہ منشی بے مثل و نادر ۔۔۔ بسال عیسوی فرزند زادہ
بنا در صنعت ہاتف بظاہر ۔۔۔ مبارک نور دیدہ سال گفتہ

تاریخ انتقال والدہ نتھے جی پروہت ۱۹۴۹

والدہ نتھے جی بکرم سال ۔۔۔ قصد کیلاش زین جہاں بنمود
بنا در صنعت سالش بظاہر ۔۔۔ بجنت پاک شد ہاتف بفرمود

ولادت فرزند ارجمند بدولتخانہ جناب میر بسنت لا صاحب انگلی کردم شوکت ۱۸۹۱

در زمان سعد در سال مسیح ۔۔۔ نور چشم افزود در نیکو زمان
سال پیدائش بصنع نادرہ ۔۔۔ آن ہمایون بخت گفتم سال آن

تاریخ ولادت فرزند ارجمند و دختر نیک اختر دولت خانہ نواب شیخ احمد خانصاحب ۱۳۰۹

بدولت خانۂ فرزند و دختر | ہوئے ہیں نیک ساعت میں جو پیدا
بنادر صنعت ظاہر نے خوش ہو | مبارک ہو سر برکت سے لکھا

تاریخ تعمیر مکان جواہر لال طول عمرہ ۱۸۹۰۰-۵

آں جواہر لال عالی منزلت | نامور نامم او ز والا شان
از پئے آسایش خویش و تبار | ساخت قصر دلکش اہل جہاں
سال تعمیرش بصنع نادرہ | خواستہ ظاہر ز کلک دو زباں
ہاتفی گفتہ بسال عیسوی | تا ابد آباد ماند ایں مکاں

تاریخ انتقال سکھدیو جی مہنت ۱۳۰۷

نام نامی جو کہ تھے سکھدیو جی | چل بسے دار فنا سے با صفات
صنعت نادر میں یہ تاریخ ہے | نصف اول نام ہے سال وفات

تاریخ شادی مرزا سلیمان قدر ۱۸۹۰

بایام ہمایوں نیک ساعت | چو شادی سلیماں قدر گشتہ
بنادر صنعت در سال عیسی | خوشا شادی سروش غیب گفتہ

تاریخ وفات اللہ بندی طوائف گوالیار ۱۹۴۹

واقف علم موسیقی بے مثل | اللہ بندی طوائف ہمہ داں
در سن بکرمی چو از دنیا | رفت با فخر سوئے ملک جناں
در صنع نادرہ سروش گفت | شد بخلد نعیم سالش داں

تاریخ وفات پنڈت بیجناتھ مصنف مطالعہ خفیفہ لشکر گوالیار ۱۹۹۲

پنڈت بجناتھ والا قدر	شد زدنیا بسوئے ملک بقا
در صنع نادرہ بسال مسیح	حیف ایں شد سروس دادندا

تاریخ پیدائش نبیرہ رائے پرنیسری داس مصنف امرتسر ۱۸۹۴

بخانۂ مشفق من پاک طینت	بسال عیسوی فرزند زادہ -
بنادر صنعت ہاتف پئے یاد	زہے نور بصر نادر بگفتہ

ایضاً ۱۹۴۹

بسمت بکرمی در نیک ساعت	بچشم مشفق من نور افزود
بنادر صنعت سالش بظاہر	مبارک جی سلامت غیب فرمود

تاریخ انتقال سیٹھ جیبت مل فوطہ دار ریاست گوالیار ۱۹۴۹

فوطہ دار بے نظیر و باوقار	جانب ملک عدم شد زجہاں
در سن بکرم بصنع نادرہ	جیبت مل باحیف گفتم سال آن

تاریخ انتقال رائے للتا پرشاد صاحب سب جج غازیپور ۱۸۹۲

در سال مسیح نام آور	صد رنج کہ از جہاں برفتہ
ہاتف سن او بصنع نادر	آں عاقل رفت سال گفتہ

تاریخ انتقال رائے ہردیو پرشاد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ڈیرہ اسمٰعیل خاں ۱۹۴۹

چو آں فخر قوم عقیل و حلیم	زدنیا بیالائے کیلاش رفت
بنادر صنع در سن بکرمی	ندا شد زہاتف حلیم برفت

تاریخ انتقال سیٹھ شیو پرتاب گوالیاری ۱۳۱۰

در جہاں مشہور شیو پرتاب بود	کرد رحلت از جہاں باصد فغاں

وقت فوت آں بصنع نادرہ	آہ شیو پرتاب گفتم سال آں

تاریخ انتقال فوج مل مہنت ۱۳۱۰

جو سمیت نامور تھے فوج مل	چل بسے دار فنا سے باصفات
صنعت نادر میں یہ تاریخ ہے	حرف دو اول کے ہیں سال وفات

تاریخ انتقال بابو گردھاری لال صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات ڈویژنل جہانسی ۱۹۴۹

ہزار حیف عزیز جہاں بصد شوکت	بفخر وجاہ وتجمل جو از جہاں رفتہ
سروش غیب بسمت بصنعت نادر	حلیم رفت زرہے یکاند اوادہ

تاریخ تحریر تذکرہ جناب نواب مظفر علیخاں صاحب رئیس مظفر نگر ۱۹۴۹

نواب ذی مراتب درسمت بکوشش	ترتیب این گلستاں باجان و دل چو کردند
در صنع نادرات ظاہر سروش ہاتف	مقبول خلق باد اسال ہمیں بگفتند

ایضاً ۱۸۹۳ء

شاعر بے مثل ونامی نامور	کرد یکجا ایں کلام شاعراں
از پئے یاد بسال عیسوی	خواستہ ظاہر سن ترتیب آں
گفتہ شد سالش بصنع نادرہ	گلشن اعلےٰ از بیب غیب داں

تاریخ کیلاش باشی شدن جنابہ سریمتی مہارانی ناراجصاحبہ ٹیسہ دیوبن ۱۹۵۰

اہل عصمت صاحبہ گشت بگاہ	شد بکیلاش معلےٰ زیں جہاں
ہاتفی غیبی بصنع نادرہ	شیون تاریخ وغم گفتہ بداں

پیدائش فرزند بدولت خانہ رائے نراین پرشاد خلف رائے ہرسکھ لال صاحب صدر آبادی

بسمت بکرمی در نیک ساعت	بچشم ذی مراتب نور افزود

بنادر صنعت ہاتف سن او | مبارک بادا نور چشم فرمود

پیدائش فرزند ارجمند بدولت خانہ رائے وٹھل پرشاد صاحب حیدرابادی ۱۹۵۰

بدولت خانہ والا مناقب | بسمت بکرمی فرزند مولود
سروش غیب داں در صنع نادر | ہمایوں جاہ بخت سال فرمود

تاریخ انتقال لالہ بھگونت کشور خلف لالہ بھگوار سنگھ اکبرآبادی ۱۳۱۱

وائے صد وائے آں عقیل وجواں | سمت کیلاش زیں جہاں رفتہ
سال رحلت بصنعت نادر | رنج بخشید ہاتفی گفتہ

تاریخ وفات مرزا احسان علی بیگ صاحب ۱۳۱۱

جوکہ نامی نامور تھے اہل دل والا تبار عالی ہمم | چل بسے صد حیف ہیں وا زینت سے جانب ملک عدم
ہو گئی بے پا و سر ظاہر نے یہ لکھا بصنع نادرات | صبر و داد و حلم و عقل و ہمت و جاہ و حشم و شرم و کرم

تاریخ طبع دیوان امداد حسین صفیر ۱۳۱۱

دیوان صفیر خوش لیاقت | با زینت و زیب طبع گشتہ
در صنعت نادرات ہاتف | دیوان بلیغ ایں بگفتہ

ایضاً ۱۸۹۳ء

چو دیوان صفیر پر بلاغت | بسال عیسوی مطبوعہ گشتہ
بنادر صنعت سال طبع او | چہ تحفہ ہاتف غیبی بگفتہ

ایضاً ۱۹۵۰

بسمت بکرمی از من سرودے | زہے عمدہ کلامے سال گفتہ

تاریخ وفات ہانت خاں تیغ جنگ بہادر معروف ونڈلی رئیس گوالیار ۱۸۹۳

چوں امانت خاں بہادر تیغ جنگ	در سن عیسی بشد سوئے عدم
سال رحلت آں بصنع نادرہ	با شجاعت جنتی شد گفتہ ام

تاریخ وفات لالہ جگن ناتھ جی کھتری اکبر آبادی ۱۹۵۰

جو نام نامی تھے اہل کرم ہزار افسوس	بخلق و عظمت و شانِ وفات ہی پائی
بسمت بصنع نادرہ زسمت غیب	موئے ہیں ہے ہے جگناتھ جی ندا آئی

تاریخ وفات والدہ خدا بخش رنگریز گوالیاری ۱۸۹۴

ضعیفہ نود سالہ از جان پاک	بسال مسیحی ز دنیا برفت
ز روئے بکاے بنادر صنع	بمردہ کہن سال ہاتف بگفت

تاریخ انتقال منشی چرنجی لال صاحب اکبر آبادی وکیل دربار کرولی ۱۳۱۲

عزیز صاحب توقیر منشی بے مثل	ہزار حیف ز دنیا سوے عدم رفتند
سروش و ہاتف غیبی بصنعت نادر	چرنجی لال بشد سال وصل فرمودند

تاریخ کیلاش باشی شدن جنابہ مکرمہ معظمہ گنگا بھاگیرتی مہارانی صاحبہ رئیسہ گوالیار ۱۹۹۴

کیلاش کو سدھاریں سال مسیح ہیں وہ	رونا مچا ہے انکا بس آج ہائے گھر گھر
ہے ہے کا سرِ قلم کر نادر صنع ہیں ظاہر	ہیہات حیف ہے ہے تاریخ یہ رقم کر

تاریخ وفات شیخ کلو ۱۹۵۱

شیخ کلو شفیق و مشفق من	زین جہاں بجنت رفتہ
در صنع نادرہ بکرم سال	شیخ بود ند غیب داں گفتہ

تاریخ وفات کیلاش باشی سرمنت کملا بائی صاحبہ اہلیہ سرمنت جناب والا بابو صاحب جادون پریسیڈنٹ گوالیار ۱۸۹۴ء

آنکہ کملا بائی صاحب عصمتی ۔۔۔ در سن عیسی بسمت بقا
از سروش غیب در نادر صنع ۔۔۔ رفت کملا بائی ہئے ہے شد ندا

تاریخ انتقال برادر عزیز بلونت کشور جی ۱۹۵۱

ہے ہے بھائی گئے جو دنیا سے ۔۔۔ سال بکرم ہیں سال جب سوچا
صنعت نادرہ ہیں ہاتف غیب ۔۔۔ بالم غم ہیں حیف ہے بولا

ایضاً ۱۹۵۱

اٹھ گئے دنیا سے جب سمت ہیں حیف ۔۔۔ جاں کو صدمہ ہوا دل کو ملال
صنعت نادر ہیں ظاہر سوچکر ۔۔۔ رنج و حیرت لکھدے بس سال وصال

ایضاً ۱۹۸۴ء

عزیز از جان من نامی گرامی ۔۔۔ پئے دیدار سر گ قصد بنمود
بنا در صنعت در سال عیسی ۔۔۔ خرد مند جہاں شد غیب فرمود

ایضاً ۱۳۱۲ھ

چوں عزیز از جان من والا نژاد ۔۔۔ از برائے سیر بر کیلاش رفت
در صنع نادر بریدہ روئے بیم ۔۔۔ وائے جانش شد سروش غیب گفت

تاریخ ولادت فرزند ارجمند بدولتخانہ منشی درگا پرشاد صاحب دہلوی نادر تخلص ۱۸۹۴

بدولت خانہ نادر زمانہ ۔۔۔ بسال عیسوی فرزند زادہ
بنادر صنعت از رئے یوسف ۔۔۔ خرد گفتہ کہ عالی بخت بادا

تاریخ پیدایش فرزند بخانہ نکٹو رام زرگر ساکن لشکر گوالیار ۱۹۵۱

بخانہ زرگر بے مثل و نامی ۔۔۔ بسمت بکرمی فرزند زادہ

بنا در صنعت از روے برکت		خرد گفتہ بجاہ و حشم بادا

تاریخ ذی اختیاری جناب فیضمآب مہاراجہ صاحب عالیجاہ سندھیا مادھوراؤ مہاراج بہادر والی ملک گوالیار دام اقبالہ ۱۹۵۱-

مہاراجہ سکندر جاہ و عاقل		بفضل رب بشد مختار کامل
بسمت در صنع نادر سن آں		مبارک مسند از روے دل داں

ایضاً ۱۹۵۱

فریدوں مرتبہ والا مناقب		بمسند داد رونق اہل و عادل
بسمت در صنع نادر بگفتم		مبارک باد عالیجاہ بادل

تاریخ چوری جملہ جنس و مال قہم ۱۸۹۴

ہوئی اپنی تقدیر برگشتہ ظاہر		گیا سارا چوری میں جو جنس و مال
بنا در صنع سال عیسی میں میں نے		ہوئی چوری ہیہات لکھی یہ سال

تاریخ برآمد چوری جنس و مال ۱۸۹۴

ز مدد عملۂ پولیس ظاہر		شد برآمد تمام زیور و مال
در صنع نادرہ بسال مسیح		باز گشتیم شاد گفتم سال

تاریخ طبع دیوان برج ۱۹۵۱

کلام برج بسا نادر و بسا تحفہ		بآب و تاب بصد زینت طبع گشتہ
بسمت بصنع نادرہ زرِ ادب		قبول خلق بباد اہمن خرد گفتہ

تاریخ انتقال نتھو جی سنگی عرف بالک جی ۱۳۱۳

عرف بالک نام نتھو جی عقیل		چل دیے دار فنا سے الاماں

صنعت نادر میں تاریخ وفات | وائے نانک جی پکارا غیب داں

تاریخ انتقال جیبہ نراین چودھری ۱۳۱۳

اہل عصمت شفق زادیئے ما | جانب سرگ از جہاں رفت
در صنع نادرہ سروش غیب | ہائے ہائے گوپی زسوئے درد بگفت

تاریخ انتقال بابو آتما رام کلکٹر بی اے ۱۸۹۶

بابو صاحب فخر قوم عالی جناب | جانب کیلاش شد ہے قیل و قال
در صنع نادر بسال عیسوی | والا جاہ ہے وائے شد گفتیم سال

ایضاً ۱۹۵۲

جناب ذی مراتب پرمنانت | پئے دیدار کیلاش برفتہ
بصنع نادرات از سراہ | بکیلاش برفتہ غیب گفتہ

ایضاً ۱۳۱۳

عاقل و بے نظیر و لاثانی | زیں جہاں شدہ بملک بقا
ہاتف غیب در صنع نادر | وائے شد ہمیشہ ال دا وندا

تاریخ وفات مولوی سید دولت علی صاحب سابق جج ریاست گوالیار حال پنشندار ۱۳۱۳

چل بسے دار فنا سے وائے وائے | تھے جو عالم اور فاضل متقی۔
صنعت نادر میں تاریخ وفات | ہائے ہائے حیرت ہے پکارا ہاتفی۔

تاریخ انتقال وشنو پتی نور چشمی پنڈت سوکھی ناتھ صاحب تحصیلدار نو آبادی ضلع گرد گوالیار ۱۹۹۲

آہ وشنو پتی عقیل و حلیم | قصد کیلاش از جہاں بنمود
پئے تاریخ ظاہر ناچیز | در سن بکرمی چو قصد نمود

در صنع نادرہ ز روئے الم		حیف صد رنج ہاتفی فرمود

تاریخ ولادت فرزند ارجمند بدولتخانہ جناب چنتامن راؤ و نانک چند صاحب چیف جسٹس گوالیار ۱۹۵۲

با یام ہمایوں سال مسعود	بدولت خانۂ فرزند مولود
بسمت بکرمی در صنع نادر	مسرت کو بکو ظاہر با فزود
سروش و ہاتفی از روئے یاور	ہزار ہی عمر او سالس بفرمود

تاریخ انتقال کالکا پرشاد خلف لالہ جگناتھ پرشاد صاحب دہلوی ۱۹۵۴

ہے ہے صد حیف کالکا پرشاد	در سن بکرمی ز دنیا رفت -
در صنع نادرہ سنش ہاتف	حیف صد غم بردی بسمل گفت

تاریخ ولادت فرزند بدولت خانہ منشی لچھمن سنگہ صاحب نائب ناظم توراوال ریاست جے پور ۱۹۵۴

بدولت خانۂ در نیک ساعت	بسمت بکرمی فرزند زادہ
بنا در صنعت سالش سروشے	الٰہی بخت زیبا باد گفتہ

تاریخ ولادت فرزند ارجمند بدولتخانہ پنڈت گور سہائے جی وکیل الہ آباد ۱۸۹۷

زاد فرزند در نکو سالے	در سن عیسوی بحسب مراد
در صنع نادرہ سروش غیب	گفتہ شد ایں پسر مبارک باد

تاریخ انتقال لالہ کیلاش ناتھہ اکبر آبادی ۱۹۵۴

وائے کیلاش ناتھہ صاحب نے	سفر عقبیٰ اختیار کیا
بسال رحلت کا میں نے سمت میں	صنعت نادرہ میں جب سوچا

سال فوتی کا اُنکے ظاہر نے	سوئے کیلاش ناتھ ہی ہی لکھا

تاریخ انتقال رائے ملک راج صاحب اسٹیشن ماسٹر راجپوتانہ ریلوی ۱۹۵۶

ملک راج صاحب بسال مسیح	پئے سیر کیلاش زینجا دو ید
زغیبی بنادر صناعی بمن	دلاور بہ بودہ نداے رسید

تاریخ تعمیر چاہ جواہر لعل ۱۹۵۴

بصرف زر بسمت چشمۂ فیض	جواہر لال چوں تعمیر کردہ
بنادر صنعتِ سالش سروشے	بنائے چشمۂ فیض بگفتہ

تاریخ انتقال پنڈت پیارے لال صاحب سابق اسسٹنٹ مال ۱۹۵۴

برفتہ وائے پیارے لال پنڈت	پئے دیدار کیلاسش بسمت
بنادر صنعت ظاہر سن او	بغم صد حیف گفتہ سال حلت

تاریخ انتقال منشی سوہن لال صاحب سابق چیف جسٹس گوالیار حال پنشنر ۱۹۵۴

منشی سوہن لال عالی منزلت	جانبِ کیلاش بودہ زین جہاں
در صنیع نادر بسمت سال فوت	آہ شد عالی حشم ظاہر بداں

تاریخ کتخدائی صاحبزادہ منشی لچھمن سنگھ صاحب نائب ناظم ریاست جیپور ۱۹۵۴

بسمت بکرمی و ماہ اکبر	مبارک کتخدائی نور اختر
بنادر صنعتِ از روئے برکت	زہے شادی بلند اقبال نادر

تاریخ ولادت فرزند بخانہ لالہ رادھا کشن ۱۹۵۴

بخانہ مشفق صادق بسمت	بساعت احسن فرزند زادہ
بنادر صنعتِ ظاہر سنش گفت	الٰہی آں جوان عقل بادا

تاریخ پیدائش فرزند بدولت خانہ لالہ ہرکھچن داس ۱۳۱۵

بخانہ مشفق و مخلص نوازا — بساعت نیک تر فرزند مولود
بنادر صنعت ہاتف پئے یاد — ہزاری عمر سال او بفرمود

تاریخ انتقال لالہ گاجی مل صاحب کلکٹر فرید آبادی ۱۸۹۷ء

گاجی مل نامور بسال سیح — زیں جہان سوے عدم رفتہ
در صنع نادرہ زروے صبر — بود نادر زماں خرد گفتہ

تاریخ انتقال زوجہ پنڈت گنشام داس وکیل گوالیار ۱۹۵۴

زوجہ گنشام داس جی صاحب — زیں جہاں جانب عدم چوں رفت
در صنع نادرہ سروش غیب — او بعصمت شدہ بسمت گفت

تاریخ وفات عموی صاحب منشی نراین داس صاحب وکیل عدالت اجین ۱۹۵۴

جناب مکرم حلیم و عقیل — ز دنیائے فانی بکیلاش رفت
بنادر صناعی بظاہر بسمت — غمی رنج با حیف غیبی بگفت

تاریخ انتقال برخوردار لچھمی نارائن ۱۳۱۵

عزیز نور چشم با لیاقت — ز دنیائے ثباتے شد بحسرت
ز غیبی شد ندا در صنع نادر — بگو درد و الم از روئے ہجرت

ایضاً ۱۹۵۴

بگفتم در ہمیں صنع بسمت — عزیزے باشد از روئے آفت

ایضاً ۱۸۹۷ء

عزیز نور چشم با مراتب — بعیسی سال بودہ و لے ہیہات

بنادر صنعت گفتم سِن او	برنج غم بکا ہیہات ہیہات

تاریخ کتخدائی لالہ ہرگوبند فرزند ارجمند منشی مرلی دھر صاحب اکبرآبادی ۱۸۹۷

مبارک بادشادی نور اختر	بسالِ عیسوی باجاہ و رفعت
بنادر صنعت از پائے آداب	سرورِ دل بگو از روے برکت

تاریخ کتخدائی لالہ ست نامداس فرزند ارجمند لالہ سچیت سنگھ صاحب اکبرآبادی ۱۸۹۱

بایام سعید و نیک و احسن	چہ شادی بلند اقبال گشتہ
بنادر صنعت در سال عیسی	چو ظاہر از سروش غیب جستہ
از روے برکت و رفعت سِن او	بہم شد مشتری زہرہ بگفتہ

تاریخ کتخدائی لالہ شیو نرائن فرزند ارجمند لالہ بھاگیرت لعل صاحب اکبرآبادی ۱۸۹۷

بسالِ عیسوی در ماہِ نیکو	ز شادی نیک بخت شاد گشتم
بنادر صنعت از روے یادر	بیک جا مشتری زہرہ بگفتم

ولادت فرزند بدولت خانہ پنڈت ہری کشن صاحب دہلوی ۱۸۹۷

چوں بخانہ ہری کشن پنڈت	در زمانِ نکو پسر زادہ
ظاہر دہلوی ز روے بقا	در سِن عیسوی سنش جستہ
در صنع نادرہ سروش و خرد	زیب آغوش مادر گفتہ

تاریخ ترقی پنڈت بدری ناتھ صاحب منصب خفیفہ بعہدہ اسسٹنٹی حضور دربار معلے گوالیار ۱۹۵۴

چوں بسمت اہل دل والا جناب	شد مفخر در جہاں با صد جلال
در صنع نادر بروے بہ خرد	منصب و توقیر بہ فرمود سال

تاریخ ترقی منشی رام سہائے صاحب بعہدہ صدر امینی لشکر گوالیار ۱۸۹۸

بسال عیسوی آں نیک نیت
باعزازے بشد فرماں روائے

بنادر صنعت از ہاتف غیب
قبشد اعزاز ایں آمد ندائے

تاریخ علیحدگی مرتشی از عہدہ ۱۹۰۴

علیحدہ شدہ راشی و مرتشی
ز منصب جلیلہ بسمت رواں

سروش بنادر صناعی سنش
خرے رفتا گفتہ سن و سال آں

تاریخ انتقال پنڈت پرتھی ناتھ صاحب کلرک دفتر ریذیڈنٹی گوالیار ۱۳۱۵

چوں برفتن جناب پرتھی ناتھ
صد ہزاراں غم و الم افزود

در صنع نادرہ سن رحلت
الم و دردہ خرد فرمود

ایضاً ۱۸۹۸

چونکہ پرتھی ناتھ پنڈت بیشتر
سمت کیلاش برفتہ از جہاں

در صنع نادر بسال عیسوی
از جہاں رفتہ بگفتم سال آں

تاریخ انتقال پنڈت کنہیالال صاحب سابق مجسٹریٹ شیوپور ۱۹۵۲

پنڈت نامور بیکرم سال۔
زیں جہاں سوئے عدم رفتہ

در صنع نادرہ سروش غیب۔
آں کنہیاجی رفتہ داد ندا

تاریخ وفات رام راؤ طوائف بچہ ۱۳۱۵

ز دنیا بے ثباتے رام راؤ
باٰہ سرد باصد حیف و حسرت

بنادر صنعت سالش سرشتے
حرامی شد بگو از رد نفرت

تاریخ انتقال راؤ صاحب مہاریک اسسٹنٹ محکمہ کارخانجات گوالیار ۱۹۵۴

بسمت عقیل و حلیم و کبیر | زدنیائے فانی بکیلاش رفت
بنادر صناعی سن انتقال | برفتہ مہاراج جی غیب گفت

تاریخ تقرری پنڈت برج کشن صاحب بعہدہ منصفی مطالبہ خفیفہ لشکر گوا ١٨٩٨

بسال عیسوی یوم ہمایوں | مبارک منصفی باجاہ و شوکت
بنادر صنعت گفتم سن او | زہے عزت بروے نظم و برکت

ایضاً ١٨٩٨ع

بسال عیسوی واہ اقدس | زعہدہ منصفیش شاد گشتم
بنادر صنعت سال تقرر | بجاہ حکمراں نادر بگفتم

تاریخ وفات آغا مرزا صاحب شاغل تخلص دہلوی ١٩٥٤

شاغل دہلوی بیکرم سال | شد بسوے عدم بجاہ و جلال
در صنع نادرہ سنش ظاہر | بلبل بوستاں بگفتہ سال

ولادت نور چشمی بخانہ لالہ بابو لال جی فریدآبادی ١٩٥٤

بخانہ بابو لال نور چشمی | تولد شد بنامِ تبارک
بنادر صنعت سالش بسمت | بگفتہ ہاتفی دختر مبارک

ولادت فرزند بخانہ لالہ لچھمی رام جی ککڑ فریدآبادی ١٨٩٨

بخانہ لالہ لچھمی رام صاحب | بسال عیسوی فرزند زادہ
بنادر صنعت از روئے لغت | الٰہی عمر بخشد غیب گفتہ

تاریخ انتقال سیٹھ رامچندجی سالٹر اساہوکار لشکر گوالیار ١٨٩٨

رامچندر سالٹر والا مکاں | جانب کیلاش شد باجود و شال

سالِ ٹرا بودہ بگفتم سال آں	در سن عیسی بصنعِ نادرہ

تاریخ کتخدائی پنڈت جگن پرشاد صاحب خلف پنڈت اودہا پرشاد صاحب ۱۹۵۵

کتخدا شد بعظمتِ ذی شان	در زمانِ سعید در سمت
وصل ماہی باٖفتاب بداں	در صنعِ نادرہ سنش ظاہر

انتقال منشی جگت کشور صاحب منصف ملک پنجاب ۱۹۵۵

شد ز دنیائے تبلتے بے گماں	منشی صاحب منبع حلم و کرم
عدل پرور شد بگفتم سال آں	در صنعِ نادرہ بسمت ظاہرا

تاریخ کتخدائی لالہ لالتا سہائے خلف منشی رام سہائے صاحب صدر امین لشکر ۱۹۵۵

کتخدائی چو شدہ باعز و شاں	در زمانِ سعد و سمت بکرمی
شادیئے با فخر گفتہ سال آں	ہاتفِ غیبی بصنعِ نادرہ

ایضاً ۱۸۹۸

چو للتا سہائے بشد کتخدا	بساعت سعیدہ بسالِ مسیح
زہے مہر با ماہ یکجا شدہ	بنادر صناعی سنش غیب گفت

تاریخ کتخدائی نورِ چشمی جناب چنتاکن صاحب چیف جسٹس گوالیار ۱۸۹۸

خورم و شاد و شادماں گشتم	کتخدائی چو شد بسالِ مسیح
بمسرت مبارکے گفتم	در صنعِ نادرہ سنِ شادی

ایضاً ۱۹۵۵

کتخدائی شدہ بحسب مراد	چوں بسمت بساعتِ نیکو
وصلِ نیّر بمہ مبارک باد	در صنعِ نادرہ سنش گفتم

وفات بھولی گوئیہ ۱۹۵۵

بسمت نامیہ بھولی گوئیہ ۔۔۔ روانہ شد سوئے ملک بقائے
بنادر صنعت سالش بگفتم ۔۔۔ گوئیہ بود از روئے بکائے

تاریخ انتقال ایسونت راؤ تانکیسر کانڈی ۱۹۵۵

وائے ایسونت راؤ در سمت ۔۔۔ زیں جہاں سوئے عدم رفتہ
در صنع نادرہ سنش ظاہر ۔۔۔ حیف درہے بمن خرد گفتہ

تاریخ کتخدائی صاحبزادہ بابو چرنجی لال صاحب اکبرآبادی ۱۸۹۸

بسالِ مسیحی بیوم سعید ۔۔۔ بشد کتخدائے بحسب مراد
بنادر صناعی سن شادیش ۔۔۔ بگفتیم دولہن مبارک بباد

وفات اظہر اللہ خاں شاعر ۱۹۵۵

اظہر اللہ خاں موئے سمت ہیں جو ۔۔۔ شاعر با فکر تھے شام و پگاہ
صنعت نادرہ میں ظاہر نے لکھا ۔۔۔ اظہر اللہ خاں موئے از روئے آہ

تاریخ کیلاش باش شدن پنڈت جگدیش جی مہاراج دہلوی ۱۳۱۲

سری جگدیش سے مہاراج کامل ۔۔۔ ز دنیا جانب کیلاش رفتند
سروش و ہاتفی در صنع نادر ۔۔۔ بشد کیلاش باشی سال گفتند

وفات محمد عنایت علیخاں عرف کالیخاں اکبرآبادی تخلص عنایت و سفلی ۱۸۹

در سن عیسوی سخن داں حیف ۔۔۔ پئے دیدار خلد قصد نمود
در صنع نادرہ سنش ظاہر ۔۔۔ پاک دل رفت ہاتفی فرمود

کتخدائی حبیبہ عبدالرحمن نائب قاضی ٹونک سے نظامت جنوبی ریاست بھوپال ۱۸۹۹

بسال عیسوی در ماہ نیکو | مبارک شادمانی شادمانی
بنادر صنعتِ گفتم سن او | خوشا شادی بپائے شادمانی

تاریخ انتقال پرملال پنڈت بدری ناتھ صاحب سپرنٹنڈنٹ حضور دربار گوالیار ١٨٥٦

فہیم و عادل و بیمثل و نامی | زدنیا بے ثباتے وائے رفتہ
بسمت بکرمی در صنع نادر | بدردِ حیف سالش غیب گفتہ

ایضاً ١٩٥٦

پنڈتِ نامور بکرم سال | وائے صد وائے ازجہاں رفتہ
سنِ رحلت بصنعتِ نادر | رفت با حق بمن خرد گفتہ

ایضاً ١٨٩٩

پنڈتِ نامور بسال مسیح | سمت کیلاش ازجہاں رفتہ
در صنع نادرہ سروشِ غیب | وائے درد و الم سنش گفتہ

تقرر راقم بعہدہ مجسٹریٹی ضلع گرد گوالیار ١٨٩٩ء

مہاراجہ سیندھیا نے بلطف | عنایت کیا عہدۂ بے مثالی
بنادر صنع سال عیسی ہیں اب | مسرت ہوئی میں نے لکھی یہ سالی

تاریخ وفات امیر مینائی لکھنوی ١٩٥٧

شاعرِ نازک خیالِ لاجواب | چوں برفتہ جانبِ ملکِ جناں
در صنع نادر بسمت بکرمی | آں معزز شد بگفتم سال آں

ایضاً ١٩٠٠

ناظم و ناثر برفت بحیف | در سنِ عیسوی بملکِ جناں

در صنع نادرہ سنش گفتم	رفت شاعر سین وصال داں

تاریخ تشریف آوری کرنیل عبد العلی صاحب از پکین ۱۳۱۸

ز پکین چو تشریف آوردہ آند	بصد شوکت و فخر با عز و شاں
بنا در صنع گفت ظاہر سنش	مبارک مبارک بروے اماں

تاریخ انتقال پر ملال حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند ۱۹۰۱ء

آں ملکہ خلافت در سال عیسوی	رفتی ازیں جہانِ با فخر و فوق و رفعت
در صنع نادر است ہاتف سن وصالش	ہیہات رنج و غم شد فرمود سال رحلت

قطعات تاریخ قاضی مقصود الحسن صاحب سر رشتہ دار کلکٹری ضلع گوالیار

شکر ہے دیوان ظاہر چھپ گیا	منتظر تھا جس کا انبوہ کثیر
نظم دل افروز ہے یا جانِ حسن	جلوۂ معنی ہے یا مہرِ منیر

ایضاً ۱۹۰۱

کتنی یہہ طرزِ ادا ہے دلپسند	کتنا یہ رنگِ سخن ہے دلپذیر
حاسدوں کے دل ہیں نشتر چبھ گئے	یہ نکیلے شعر ہیں یا نوکِ تیر
خوب ہے تاریخ اسے حیرت لکھو	ہے خط جادو کلامِ بے نظیر

دیگر ۱۹۰۱

کلام خوشتر دیوان ظاہر	بسالِ عیسوی چوں طبع گشتہ
بروے جوش گفتہ سال حیرت	گلستانِ مسرت خیز زیبا

از نتیجۂ فکر ہائے فلک نازک خیالی طوطی شکرستان خوش مقالی
خجستہ بنیاد منشی ہردیال پرشاد صاحب سررشتہ دار صیغہ سپرنڈنٹی حضور دربار معلی

شنکر لوالیا تخلص خرد ۱۹۰۱

حضرت ظاہر ہنرور نکتہ سنج — خوش طبیعت خوش مزاج و خوش بیان
قابلِ تحسین ہے ان کا کلام — لایق توصیف ہے ان کا بیان
حق نے بخشا ہے عجب حسن قبول — جسکو دیکھو ہے وہ ان کا مدح خوان
سچ ہے یہ بیمثل ہیں اسوقت ہیں — ایسے قابل ایسے لایق اب کہاں
واہ کیا دیوان لکھا بے مثال — لطفِ مضموں ہے کہیں لطفِ زبان
ایک خوبی ہو سخن ہیں تو لکھوں — اس میں سرتا پا بھری ہیں خوبیاں
سادگی بھی کیف سے خالی نہیں — شوخیاں لیتی ہیں دل میں چٹکیاں
ہیں گل تازہ کھلے یا شعر تر — یہ چمن ہے یا بہار بے خزان
لکھو سال طبع دیوان کا خرد — ہے سر گلدستۂ باغِ جنان

نوکر یزی شاعر شیریں بیان جناب سید محسن حسین صاحب دہلوی تخلص سخی

چو این نغز دفتر شد از نور طبع — فروزان تر از جرم خورشید و ماہ
سخی سال تاریخ ہجرت نوشت — کہ دیوان ظاہر چہ مطبوع واہ ۱۳۱۹

نتیجہ افکار اہل نظر پنڈت ہری شنکر صاحب دہلوی وکیل عدالت گوالیا تخلص شنکر

ہیں نکتہ سنج شاعر بے مثل و بے نظیر — دیوان خاص انکا یہ تیار جب ہوا ۱۳۱۹
ہاتف نے وقت پرسش شنکر ندا یہ دی — کیا طرز لطافت دیوان کہہ دیا

دیگر

دلا دیوان ظاہر گشت مطبوع — بفہمد ہر کہ اہل دخل باشد
بسمت بکرمی شنکر دعا کرد — پسند شاعران با فضل باشد ۱۹۵۸

از نتائج افکار گوہر بار جناب ناطق الملک سید مومن حسین صاحب امروہوی تخلص صفی

یہ مجموعہ چھپ کر جو گزرا نظر سے
صفی تم یہ تاریخ لکھو مسیحی

۱۹۰۱

کہا سب نے اللہ ظاہر کا دیوان
چھپا کیا ہے دلخواہ ظاہر کا دیوان

از نتیجہ افکار شاعر رنگین خیال منشی چندو لال صاحب وکیل عدالت گوالیار تخلص جاہ

طبع شد دیوان ظاہر پرہہار
گفتہ شد طاہر بسمت بکرمی

شاعر شیریں کلام مستقل
بے نظیر و پر تکلف بیدل

دیگر

چہ طبع گشت دیوان بسمت
بنادر صنعت طاہر بگفتہ

بصد زینت بصد رفعت بشوکت
پسند خلق از روے ارادت

قطعات تاریخ ہائے طبع دیوان ظاہر نتیجۂ افکار شاعر باکمال منشی ہیرالال صاحب اہلمد سویت ضلع آگرہ ریاست گوالیار تخلص احقر

سال عیسی میں چھپ گیا دیوان
لکھدے احقر سن طبع بیشک

کیسا نادر ہے پر فصاحت ہے
تحفہ تر چھپ گیا برفعت ہے

دیگر ۱۳۱۹ ہجری

چھپ کے دیوان جب ہوا تیار
مژدۂ جاں فزا کے سنتے ہی
تھا تجسس یہی کہ کیا لکھوں

اعلیٰحضرت جناب قبلہ کا
فکر تاریخ مجھ کو دل سے ہوا
غیب سے کان میں یہ آئی ندا

لکھدے احقر یہ مصرعۂ تاریخ
ہے عجوبہ کلام ظاہر کا۔

از نتائج افکار گہربار نیک سیر منشی میر حیدر صاحب مرادآبادی وکیل عدالت ہائیکورٹ

کُہنہ اُستاد ہوگئے ظاہر نے — اتباعِ زبانِ حال کیا — ۱۳۱۹
اسکو حسنِ کلام کہتے ہیں — سب کو گرویدۂ جمال کیا
جو زمینیں تھیں سخت مشکل تر — اُن زمینوں کو پائمال کیا
نظم کی جانفزا بہاروں نے — دلِ احباب کو نہال کیا
شعر سُن سُن کے گھٹ گئے حاسد — واہ کیا بے چھری حلال کیا
جبکہ دیوان ہوگیا تیار — مجھسے تاریخ کا سوال کیا
میں نے تعمیل حکم کی فوراً — دل سے تاریخ کا خیال کیا
غیب سے آئی کان میں یہ ندا — لکھو۔ ظاہر نے کیا کمال کیا

نتیجہ کلک فصیح بیان منشی فقیر محمد خانصاحب اکبرآبادی تخلص انور

جلوہ افروز جہاں وہ شاہد معنی ہوا — جسکے نظارہ کے تھے اہلِ سخن مشتاق سب — ۱۳۱۹
فکرِ انور سے عیاں یہ مصرعۂ تاریخ ہے — ظاہرِ پاکیزہ باطن کا چھپا دیوان اب

دیگر

پھنسا جو دل نہ ظاہر کے سخن کی زلف سے نکلا — مسلسل لفظ و معنی کے کچھ ایسے سلسلے دیکھے — ۱۹۰۱
چھپا دیوان جب انکا کہی تاریخ انور نے — زمینِ شعر میں بے حد گلِ مضموں کھلے دیکھے

دیگر

کلام ظاہر رنگیں بیاں ہے — عجب ہے جاں فزا گلزار بیخار
چھپا جب وہ لکھی انور نے تاریخ — گلستانِ سخن ہے آج تیار — ۱۹۰۱

از فکر شاعر رنگیں خیال بابو جواہر لال صاحب تخلص جوہر

بصد زیب و بصد زینت بصد جاہ	۱۹۰۱	بطبع آمدہ دیوان ظاہر
جواہر گفت در سال مسیحی		بآب عمدہ تر دیوان ظاہر

دیگر

مطبع افضل المطابع ہیں	۱۳۱۹	قبلہ و کعبہ کا کلام چھپا
خط بھی پاکیزہ اور کاغذ صاف		دیکھکر خوش ہوا ہے دل کتنا
کس زباں سے لکھوں میں وصف سخن		نظم کی خوبیوں کا کیا کہنا
کیا فصاحت ہے کیا بلاغت ہے		مرحبا مرحبا و صل علی
یوں سن طبع اسے جواہر لکھ		سنہ و بہتر کلام خوب لکھا

غلام غوث سر شتہ دار محکمہ رزیڈنسی حضور دربار سرکار عالی گوالیار

رام پرشاد شاعر خوش فہم		گفت دیوان چو گوہر تاباں
خواستم سال طبع چوں ز سروش		ایں ہدایت نمود و گفت بداں
در عدد ہاے اولیں ای ضبط		نکد و چوں کند شود رخشاں
کلم لگی نکد ز لفظ دگر	۱۳۱۹	ہر دو یکساں شود شفیق جہاں
من نوشتم بمصرعہ تاریخش		سخن خوب و گوہر غلطاں

دیگر

چو دیوان شد طبع با طرز دل کش		کہ ہر لفظ رو گشتہ تسکین خاطر
سن جستم از طبع تاریخ ہجری		کہ از فکر دنیا تہی بود خاطر
ندا داد ہاتف کہ اے ضبط خوشخو	۱۳۱۹	بگو سال تاریخ دیوان ظاہر

بیک مصرعہ گفتم دو تاریخ زیبا — بمضمون عشوہ ۔ بالفاظ قادر

دیگر

ظاہر نے کیا لکھا ہے یہ دیوان لاجواب — کیا لطف کا کلام ہے کیا بول چال ہے
شکوہ ہے ہجر کا جو کہیں ذکر وصل ہے — لیلی کا ناز ہے کہیں مجنوں کا حال ہے
لفظوں میں شوخیاں ہیں مضامیں میں تازگی — ہر بات میں مزہ ہی یہی بول چال ہے
راحت رسانِ جاں ہے سطر سخن دماغ — دیواں نہیں ہے دافع رنج و ملال ہے
جدّت ہے چست تازہ مضامیں ہیں یکقلم — رخسار کا ہے وصف کہیں وصف خال ہے
تھی ضبط کو تلاش کہ سال طبع لکھوں — ایک گونہ شاعری کا یہ فخر و کمال ہے
ہاتف نے دی ندا زرہِ لطف و التفات — مرغوب نو ہے ۔ یا سخنِ بیمثال ہے
۱۳۱۹ ۱۳۱۹

دیگر

واہ ظاہر نے کیا لکھا دیوان — جس سے شرمندہ ہے مہ تاباں
حسن الفاظ و خوبی حکمات — لعل و گوہر سے بھی کہیں رخشاں
وصف گیسوئے خال کی تعریف — کہیں کبھی ہے خوبی مژگاں
جب سُنا اُس نے یہ کلام لطیف — دل عدو کا ہوا بہت سوزاں
بہرِ تاریخ مجھ سے فرمایا — تاکہ جلدی سے طبع ہو دیواں
ضبط نے بہرِ خاطرِ ظاہر — لکھی تاریخ مثل مہر جہاں
عیسوی میں کہی یہ ہاتف نے — غیرتِ مہرِ ماہ ہے دیواں

تاریخ راقم

طبع شد در سمت دیوان ما — فکر تاریخش نمودم ہمگماں

	در صنع نادر سروش غیب گفت	۱۹۵۸	با و مقبول خلائق ۔ سال آں	

دیگر

	با لطاف و اکرام دیوان ما		چہ گر دید طبع بحسب مراد	
	بزمرہ بیں منش گفتہ ام ۔	۱۳۱۹	پسند دلے دوستان بباد	

نتیجہ فکر شاعر نیک نہاد منشی دوارکا پرشاد صاحب وکیل عدالت گوالیار تخلص عرفاں

	چو شد مطبوع مکتوبات نادر ۔		ز بحر فکرت عرفاں مقاطر	
	بیکسوئی چو رسم رام خوانی		ز پرشادش بیابی نام ظاہر	
	بسمت بکرمی داں صیح ضیغم	۱۹۵۸	سن ہجری ز شرط خیر آخر	۱۳۱۹
	چو عرفاں عیسوی سالش پرسند		بگو حقا کہ دیوان ظاہر	۱۹۰۱

خامہ فرسائی شاعر شیریں دہن منشی کیول کشن صاحب سب انسپکٹر تھانہ ضلع بھاندیر ریاست گوالیار تخلص راجہ

ظاہر نے کیا لکھا ہے دیوان پر فزا	۱۹۰۱	سن سن شاعراں اسے کہتے ہیں مرحبا	
سال مسیح زبر ہیں اور بینات ہیں		جی چاہتا ہے لکھوں اگر فکر ہو رسا	
راجہ نے سال طبع کا چاہا تو غیب داں		ہے نظم بیمثال پکارا ۔ بہہ بہ بلا	

طبع زاد خوش الحان منشی عبد الرحمن نائب صدر قانونگوے نظامت رسینہ ریاست بھوپال تخلص ماہر

کیا چھپا دیوان ظاہر بے نظیر		مرحبا صد مرحبا و مرحبا	
جب سنے اشعار رنگیں پر فزا		دل سے تاریخ طبع ہیں نے کیا	

غیب داں نے بینات و بو ہیں — غنچہ بے مثل باہر سے کہا

از نتائج افکار گوہر بار مرزا عبد الغفار بیگ صاحب دہلوی تخلص مفتوں

عیاں حسن سخن سے صاف ہوتا ہے — کہ ہاں فکر رسا ہے طبع عالی ہے
سراسر چلبلے مضموں ہیں دیکھو — نزاکت سے کوئی بھی شعر خالی ہے
غضب شعروں میں رنگینی و چستی ہے — کہ ہر مصرع ہے گلگوں کی پیالی ہے
قیامت کی زباں رنگیں و شیریں ہے — عروس نظم کے ہونٹوں کی لالی ہے
زباں میں تازگی منتق کہن سے ہے — مسیحائے سخن نے جان ڈالی ہے
صفائی معنی و مضموں میں کیا ہے — کوئی گویا پری شیشہ میں ڈھالی ہے
پیارے استعارے چست فقرے ہیں — ہر اک تشبیہ خوبی میں نرالی ہے
الف اک تیر ہے چشم حسد میں — مدوّر حرف شمشیر ہلالی ہے
تفنگ شعر میں نقطوں کے چھرے ہیں — بھری بندوق یہ بھی اک دونالی ہے
پئے تسخیر نقش جب ہی ہر اک شعر — غزل جو ہے وہ اک جسم جالی ہے
گل معنی ہیں وہ جو روح پھڑکا دیں — یہ گلدستہ ہے یا پھولوں کی ڈالی ہے
خیابان چمن ہے صفحہ دیوان — نہیں یہ نظم باغ بے مثالی ہے
کہا جب عندلیب دل سے یہ مفتوں — سنا تاریخ جو تو نے نکالی ہے ۱۳۱۹
چہک کر اٹھا یہ مصرعہ سن ہجری میں — کھلا گلدستہ نازک خیالی ہے

دیگر

رقم اسکی تعریف کس طور سے ہو — قلم سرنگوں ہے زباں بھی قاصر
یہ لکھی ہے تاریخ مفتوں نے نادر — کہ ہے قابل داد دیوان ظاہر

دیگر

عجب دلربائی ہے رنگ سخن میں		کہ دل کھینچتا ہے وہ رنگ بیاں ہے
رنگیلی طبیعت مزیدار غزلیں	۱۳۱۹	عجب ہیں مضامین غضب کی زباں ہے
کھٹکتا ہے حاسد کی نظروں میں دل میں		نکیلا ہر اک شعر نوک سناں ہے
وہ عرشی مضامین وہ اونچے خیالات		کہ جن سے زمین غزل آسماں ہے
کرے قتل ہر شعر یہ سحر کیا ہے		بیاں میں ہی جادو کہ خنجر زباں ہے
زبان گویائی ہے سحر سخن ہے		وہ جوش طبیعت کا دریا رواں ہے
سنی ہمنے ہر ایک کی لنترانی		جو انمیں ہی خوبی وہ انمیں کہاں ہے
ندا غیب سے آئی یہ سچ کیا ہے		کہ ہو محو اتنے کہ دل ہو نہ ہاں ہے
عبث فکر تاریخ ہے تمکو مفتوں		یہ لکھدو کہ ظاہر ہے معجز بیاں ہے

دیگر

حیف صد حیف والیہ بھوپال		داخل شد بعز و جلال
در صنیع نادرہ سن رحلت	۱۹۵۹	شد بخلد نعیم گفتم سال

دیگر

داخل جنت بشد آں ذی کرم		اہل شوکت اہل حشمت اہل جوج
سال او گفتہ بظاہر غیب واں	۱۳۱۹	خلد شد جاگیر آں باعز و اوج

دیگر

بخلد پاک چوں او نامور شد		بشان و شوکت توقیر افزود
بظاہر دہلوی سال وفاتش		بعصمت رفت باد اغیب فرمود

دیگر

خوب لکھا ہے مادہ مفتوں تخرجہ لاجواب اس میں ہے	۱۳۱۹	تو بھی جادو بیان ہے واللہ کتنی شستہ زبان ہے واللہ

نتیجہ فکر جناب ماسٹر سید تصوف حسین صاحب اکبر آبادی تخلص وصف

بعد مدت کے نظر آئے یہ مضمون دلپسند تو بھی اے وصف مسیحی اسکی طبع کا	۱۹۰۱	واہ کیا دیوان ہے یہ مرحبا صد مرحبا لکھ یہ ہی دیوان ظاہر کیسا لاثانی چھپا

از نتائج شاعر بیمثال نازک خیال واقف اسرار نکتہ دانی ماہر طرز خوش بیانی پنڈت برج کشور صاحب مجسٹریٹ درجہ اول بینوں ضلع نور گھار ریاست گوالیار

دیدۂ قدر ہنر مضمون دیواں بر کشود نکتہ آرا طبع رنگ بزم اہل فن شکست		در قلمرو از سیاہی نور معنی را فزود اجرائی سازی از نور ظاہر برائے شعر بود

۲۰ ۱۴ ۲ ۵۶ ۱۳۱۹ ۵۸۲

۱۷ ہجری

۵۰ ۵۸۲

۹۰۰

۱۹۰۱ ۱۲

۵۷ ۳۰۲

سمت ۵۵۸ ۱۳۰۸

تمام شد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰	۲	تم	ہم	۴۴	۱۰	صرف	حرف
؍؍	؍؍	مری	تیری	؍؍	؍؍	فقل	فصل
۳۱	۱۴	ہین	ہیں	؍؍	۱۹	معنی	مانی
۳۲	۱۷	سوائی	سودائی	۴۵	۸	ہوگیا	ہوگا
۳۳	۴	مخمس	عسس بمعنی رند و میخوار	؍؍	۱۶	ہوں ہیں	ہوں میں ہیں
؍؍	۱۲	ہیں	ہی	۴۶	۱۲	بیگناہ	بیگنہ
۳۵	۱۰	دی	الی	؍؍	۱۷	لیا	سیا
؍؍	۱۲	پھونکا دل	پھونکا ہی دل	۴۸	۱۳	اُس نے	اُس سے
۳۷	۸	نہ	کہ	؍؍	۱۸	بلاتی	پلاتی
۳۸	۲	پہرونگا	بہرونگا	۴۹	۱	دل کو ہی	دل ہی کو
؍؍	۳	دل نکالنے کو	دل لگا کر کسی سے	؍؍	۱۱	شے برسات	شے کا برسات
۳۹	۱۹	بت	تب	؍؍	۱۲	بھی اک	بھی ہی اک
۴۱	۶	نامہ بر مرا	نامہ بر ہی میرا	۵۰	۱۷	آپ	آب
۴۲	۶	سرست	سرعت	۵۱	۱۶	اپنی ناصح	اپنی لئے ناصح
؍؍	۱۰	تمکو	ہمکو	۵۲	۲	میں دہیان	میں ہی دہیان
۴۴	۸	باندہ لوں سے دست	باندہ لوں دست	۵۶	۱۶	یہ نہیں	تو نہیں
		بجلی ہیں نفس کے	بجلی کو ہیں نفس کے	؍؍	۱۹	طبع	طمع
		سر تار ہیں	تار ہیں	۵۷	۱۷	خصمت	خصلت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۹	۱۵	خاموشی	خامشی	۷۹	۱۰	بند	چوبند
۶۰	۲	دیکھ صورت	دیکھکر صورت	۸۰	۱	چشم	بچشم
؍؍	۸	عدو ہیں	عدو کو ہیں	۸۳	۶	ہر دیوان	تابیب دیوان
؍؍	۱۵	کہکا	کھٹسار	؍؍	۱۴	نشہ	نیشہ
۶۰	۱۹	زگفار	زنار	۸۴	۱۵	رودڑ	اوڑ
۶۱	۱۱	توصورت	نہ صورت	۸۵	۳	زبان حیف	زبان صد حیف
۶۲	۱۴	خصت	خست	۸۶	۲	اکوئی سر	اکثر نکلا
۶۳	۱تہ	کیا ساونی	کیا تعجب ہیں پھاوڑا	؍؍	۱۶	نبیر	نبیرہ
؍	۱۷	بیکا	بیکار	۸۸	۶	رفتہ بالیقین	رفتہ بقین بالیقین
۶۴	۳	لعل	نخل	؍؍	۱۷	بفرمود	بفر سود
۶۵	۷	چیستاں	چنستاں	۸۹	۱۲	اوا	وادا
۶۶	۱۴	ہیں دونوں جنا	ہیں وہ دونوں جہاں	۹۰	۱۰	مسند	مسند
				۹۱	۱۳	جیل سے	جیل سے
۷۱	۱۰	بشر	بشد	؍؍	۱۴	ہیں	ہی
۷۲	۱۶	محبت	بجبت	؍؍	۱۵	این	زین
۷۷	۳	ناسخ	ناسخ ۱۲۵۴	۹۲	۱۶	بنا و صنعت سالش	آہ تخفیف شدہ
؍؍	۵	مومن دہلوی	مومن خان دہلوی			بظاہر	خرد فرمود
۷۴	۷	گفتہ سال	گفتہ شد سال	؍؍	۱۲۰	آیا	آپا